

## روز

روز کا اصلی نام روز مصعبیہ اور علمی نام مس روز ہے۔ ”سدا بہار روز“ درحقیقت گلاب کا پھول ہے۔ بعض وجوہات کی بنا پر اس کا شمار ہندوستان کی خوبصورت ترین مشکلات میں ہوتا ہے۔ یہ نہایت خوش پوش واقع ہوئی ہے۔ ہمیشہ پیش بہا اور قیمتی لباس پہنتی ہے۔ اس کی خوش لباسی نے اس کو خوش پوش ملکہ کا لقب دے رکھا ہے۔

جب کلکتہ کے سر سے راجدھانی کا سہرا اتر کر دہلی کے سر پر بند رہا تھا تب ”روز“ ۱۹ جون ۱۹۱۱ء کو ایک متمول یہودی خاندان میں جنم لے رہی تھی۔ اس کے والد ایک بنگالی راجہ کے پرائیوٹ سکرٹری تھے۔ اس کا بچپن بڑے ہی ناز و نعم میں بسر ہوا۔ اس پندرہ برس کی عمر میں سینئر کیمبرج کا امتحان پاس کر لیا۔ یہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اس لئے اس کے والد اس کو یورپ بھیجنے کے لئے تیار ہو گئے۔۔۔ جب سب تیاریاں مکمل ہو گئیں تو روز کی ماں کی مامتا یہ برداشت نہ کر سکی کہ اس کی اکلوتی لڑکی ایک غیر محدود مدت کے لئے اس نوعمری میں اس سے کچھ طے کر دوں درازہ تک کو چلی جائے۔ گوروز کی دلی خواہش تھی لیکن ماں کے ادب نے روز کے پیروں میں بیڑیاں

ڈال دین اور وہ یو۔یو۔پ نہ جاسکی۔ جس کا اسے خود بھی بچھرنج ہوا۔ اب اس نے ہندوستان ہی میں رہ کر سلسلہ تعلیم جاری رکھا اور کمرشیل کورس کی تکمیل کر کے ایک تجارتی ادارے میں سکریٹری کی حیثیت سے ملازم ہو گئی۔ لیکن یہ خدمت روز کی فطرت اور رجحان طبع کے خلاف تھی۔ اس لئے وہ ہمیشہ نہایت بیقرار رہی کے ساتھ اپنی آئندہ زندگی کو سنوارنے کے لئے سوچا کرتی۔ اتفاقاً ایک پارٹی میں مشربی 'جے' میڈن (جو میڈن تھیٹر کے ڈائریکٹر تھے) سے ملاقات ہو گئی دوران گفتگو میں مشربی میڈن نے روز کو فلمی لائسنس اختیار کرنے کی رغبت دلائی۔ روز کو بھی یہ لائسنس کچھ اپنے رجحان طبع کے موافق معلوم ہوئی۔ اس نے اس دعوت کو قبول کر لیا۔ اس کا برف جیسا سفید نورانی جسم گورا رنگ۔ پیشانی "لوح آئینہ" آنکھیں جیسے دو افغانی بادام۔ رخسار گلاب کے دو تر و تازہ پھول۔ خوبصورت اور سڈول بازو، قیامت خیز سینہ جب اپنے مخصوص انداز میں باریک چست لباس پہن کر چلتی ہے۔ قد بالاکا حسن شباب مینائے قامت سے چھل چھل کر پینے کی دعوت دیتا ہے۔ دیکھنے والوں کے لئے ایک قیامت کا سماں ہوتا ہے۔ ان تمام خوبیوں کو باسانی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا۔۔۔ مشربی میڈن کی پہلی ہی نظر نے تاڑ لیا کہ اگر یہ حسینہ پر دہ سیمین پر جلوہ گر ہو تو سینکڑوں دل قابو میں لائے جاسکتے ہیں۔ لیکن روز کے والدین نے روز کی مخالفت کی اور اس کو اپنے ارادے سے باز رہنے کی صلاح دی۔ آخر بڑی دقتوں کے بعد وہ نے والدین کو رام کر لیا۔ اور ۱۹۳۸ء میں پہلی مرتبہ میڈن تھیٹر کی مائندرسجا میں پر دہ سیمین پر ایک پری کی حیثیت سے نمودار ہوئی گو یہ کردار ایک آرکٹرا

زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا لیکن جن کنعاں کی یاد تازہ کرنیوالی اس حینہ کے خود خال ایسے نہ تھے جو خداوندانِ فلم کی توجہ اپنی طرف مرکوز نہ کر لیتے۔ چنانچہ ایک کمپنی نے اسے ”بتی بھگتی“ میں ہیروئین کا رپیش کیا۔ جس میں اس نے اپنی دل فریب اور کاری سے ناظرین فلم کو پہلی ہی بار مبہوت کر دیا۔ اور تماشائیوں پر اس کی دھاک بیٹھ گئی۔ اس کے بعد امپریل کمپنی نے روز کی خدمات حاصل کر لیں۔ اور ”غلام ڈاکو“ میں ایک ممتاز نسوانی کردار نے اس نئے ستارے کو توقع سے سواروشن کر دیا۔ امپریل سے معاہدہ ختم کر کے اس نے مختلف کمپنیوں میں کامیاب ترین فلمز میں ممتاز کردار کر کے اپنی شہرت کو پورا چاند لگائے۔ ابتداً امپریل کمپنی (دیسی) کی طرف سے غلام ڈاکو، دو عورتیں اور ڈارنگ ڈاکٹر میں قابل تعریف کام کیا۔ اس کے بعد دو عورتیں، پیاری بیٹیاں، ہم تم اور وہ، رائفل گرل، یہ سچ ہے، ادھوری کہانی، بہورانی، آج کا ہندوستان اور دیگر متعدد فلمز میں کام کیا۔ لیکن ”ہم تم اور وہ“ اس کا شاہکار ہے۔ ۱۹۳۹ء میں اپنی بہترین اداکاری کا ثبوت دیتے ہوئے اس نے گولڈ میڈل بھی حاصل کیا۔

روز کا شمار ان ایکٹرس میں ہوتا ہے جو کردار کی روح پر چھا جاتی ہیں۔ یہ اپنے رول کو بہت سمجھ سوجھ کر ادا کرتی ہے۔ اپنے مقروضہ کردار کو اپنے اوپر اس طرح مسلط کر لیتی ہے کہ کردار کی ذرا ذرا سی چیزوں پر سبھی حاوی ہو جاتی ہے۔ یہ عام ایکٹرسوں کی طرح ڈاکٹر کا وقت اپنی ناسمجھی سے برباد نہیں کرتی ہے۔ جس تصویر میں کام کرتی ہے نئیاتی اعتبار سے اس کی چھوٹی سے لیکر بڑی چیز پر اس طرح چھا جانے کی صلاحیت

رکھتی ہے کہ دوسرے تمام کردار اس کے سامنے پھیکے پڑ جاتے ہیں۔ یہودیہ ہونے کے باوجود اردو اور ہندی پر کافی عبور رکھتی ہے اور اس کی نہایت خوبی سے ادا کر لیتی ہے۔ اس کی اداکاری میں سنجی اور بے ساختہ پن کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے۔ غیر مہذب حرکات کی نمائش سے اپنا دامن آلودہ نہیں کرتی۔ اپنے کمال فن کا مطلق غرور نہیں ہے۔ نہایت منکسر المزاج اور سادہ دل واقع ہوئی ہے۔ گفتگو نہایت ہنس ہنس کرتی ہے اور بڑی ہی خندہ پیشانی سے دوسروں سے ملتی ہے۔ اپنی سوسائٹی میں ایک خاص مقام رکھتی ہے قیمتی طبوسات، بال روم ڈانس اور مطالعہ اس کے مرغوب مشغلے ہیں۔ (۳۱) گراماوسرما دیکھنے کے باوجود شباب کی رعنائیوں اور دلاویزیوں میں کوئی کمی نہیں آئی۔

## سادھنا بوس

بیغوی چہرہ، سحرانگیز آنکھیں، ہلالی پیشانی، گلاب کی پنکھڑی کی طرح حسین ہونٹ، نکھرا ہوا جوہن، میا نہ قد، شیریں آواز، نسیم صبح کی سی مست اور دل فریب چال، ادائیں مناظر فطرت سے زیادہ حسین۔

اس کا اصلی نام سادھنا بوس ہے اور اسی نام سے فلمی دنیا میں بھی مشہور ہے۔ ۱۹۴۱ء پر پٹی سائیکل کے ایک مشہور اور متمول رئیس مسٹر کیشو چندر سین نے نجانی کے گھر پیدا ہوئی۔ اوائل عمر ہی سے اس کو رقص و سرود سے بے حد رغبت تھی جب بنگالی والدین نے اس کو اس طرف راغب پایا تو اپنی تمام تر توجہات بھی راگ و راگنی کے حصول کے لئے مرکوز کر دیں۔ سادھنا نے بہت ہی تھوڑی عمر میں والدین کی آرزوں کی پوری پوری تکمیل کی۔۔۔ انہوں نے بھی اس ننھی سی مغنیہ کو باقاعدہ رقص و سرود کی تعلیم دلانے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ سرود کے درخت اور حسین لڑکی کو بڑھتے دیر نہیں لگتی۔ اس سرود قدر کا حصہ بننے بھی بڑی سرعت کے ساتھ ایام طفلی ختم کرنا شروع کر دئے یہاں تک کہ اس نے وادی شباب میں قدم رکھا۔ اور سینئر کیمبرج تک تعلیم حاصل کی تو والدین نے فن موسیقی اور رقص کو مددگار بنانے کے لئے بڑی خوشی سے انگلستان روانہ کر دیا۔

یورپ کی سرد فضاؤں نے اس گرم ملک کی لڑکی پر خوب خوب جلا کی...۔۔۔  
 اب سادھنا ہندوستان تو درکنار یورپ کے ماہران فن سے بھی بازاری لے گئی۔  
 جب وہ اپنے فن میں ماہر ہو کر انگلستان سے واپس آئی تو وہ ایک بہترین  
 رقاصہ ہی نہ تھی بلکہ حسن و شباب کی ایک زندہ جاوید مورت تھی جو اکثر شعراء کے  
 تخیلات کی رنگین دنیا میں رہا کرتی ہے۔ اب اس کی فتنہ پرور رفتار سے ہزاروں  
 فتنے بیدار ہونے لگے۔ جب یہ معشوقانہ انداز میں چلتی تو اس کے پیروں تلے  
 ہزاروں پرارمان دل سل جانے کے لئے تیار ہو جاتے۔ سینکڑوں آنکھیں اس کی  
 راہ میں کھچی رہتیں۔۔۔ سینکڑوں قلوب، ابھرے ہوئے سینے کو دیکھ کر اپنی  
 دھروکن بھول جاتے اور خود اس کا دل ہزار ہاتھناؤں کا مرکز بن رہا تھا۔  
 چونکہ ایک شریف خاندان کی چشم چرخ تھی۔ اس لئے اہل خاندان نے ریب سے  
 پہلے اسے شادی کا حکم دیا۔ آخر کار اس ببل شیریں نوانے باغ محبت میں قدم  
 رکھا اور خود ہی ایک موزوں جو... اپنے لئے منتخب کر کے اس میں گردن  
 ڈال دی۔ اس طرح کی شادی مٹر پرانا تھا بوس آنجہانی کے صاحبزادے  
 مٹر مادھو بوس سے ہو گئی۔ مٹر مادھو ایک فلم کمپنی میں اکرکیر تھے خود سادھنا  
 کا فن اسے مجبور کر رہا تھا کہ وہ اپنی فن کاری کی نمائش کرے۔ داو و تحمین اور  
 خراج عقیدت کے پھول اس پر پھا اور ہوں۔ یہ شوہر کی بڑی ہی فرماں بردار  
 بیوی ثابت ہوئی۔ لیکن اس سے سوا مٹر بوس خود اس کو چاہتے تھے لہذا  
 جب اس نے اپنے محبوب شوہر سے علمی لائین اختیار کرنے کی اجازت چاہی  
 تو انہوں نے اپنی پیاری محبوبہ کی دل نکلنے کے خیال سے فوراً اجازت

دیدنی اور کوئی اعتراض نہ کیا۔ اس طرح یہ البیلی رقاصہ تھرکتی ہوئی ۱۹۷۷ء میں پہلی بار بھارت تکشمی پچھرز میں شریک ہو گئی۔ سب سے زیادہ مقبولیت اس نے ”کم کم دی ڈانس“ میں حاصل کی اس کے بعد اس نے متعدد تصویروں میں کام کیا۔ اور ہر طبقے کے تماشائیوں سے اپنی ناز و ادا کی داد و تحسین حاصل کی۔۔۔ اس طرح وہ ہزاروں دلوں میں گھر کر گئی۔ اس کی قابلیت اور فلمی قابلیت کا ڈھنگانہ ہو گیا۔ اردو، انگریزی اور بنگالی تینوں زبانیں بخوبی بول سکتی ہے۔ انگریزی کا تلفظ نہایت عمدہ اور خاص ہے۔

اب تمام کمپنیوں کے ڈائرکٹرز کی نظریں اس کی طرف اٹھنے لگیں لیکن ناخدا ایان واڈیا موسمی ٹون سب میں بازی لے گئے۔ انہوں نے اسے اپنی لائٹنی تصویر کورٹ ڈانس یا راج زنگی کے لئے منتخب کیا۔ یہ تصویر ایک ساتھ تین زبانوں میں ریلیز ہوئی۔ اردو، انگریزی اور بنگالی اس تصویر کے کامیاب کردار نے سادھنا بوس کو معراج کمال پر پہنچا دیا راج زنگی میں اس کا رقص اپنے انتہائی عروج پر ہے۔ سادھنا کو رقاصہ کی حیثیت سے ہندوستانی رقص کی ملکہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ جنہوں نے اس کا رقص دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ جب رقص کرتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ مناظر قدرت بھی رقصاں ہیں یا باغ بہشت کے حسین طیور رقص کر رہے ہیں۔ رقص کے اعتبار سے سادھنا کی نظیر مشکل ہے۔

اس کی تازہ تصویر امر کچھرز کی فلم پیغام ہے۔ ہندوستانی

علموں کے لئے ایسی ہی ایکڑ سوں کی ضرورت ہے۔ جو اس کی طرح نیک دل۔  
شریف اور نیک طبیعت ہوں۔ اس کا نظریہ فلم سازی بہت بلند ہے ایسا  
سے گفتگو کرنے میں خاص روحانی کیفیت حاصل ہوتا ہے۔

## دیوکارانی

دلربا نقش و بنگار۔ پیاری پیاری آنکھیں، ہلالی ابرو، معصوم اور  
 دلنواں چہرہ۔ زلفیں ایسی کالی بلائیں کہ دیکھ کر زاہد صد سالہ سبب شکست  
 تو بہ کا عزم کرے۔ متوسط اندام خوبصورت سینہ اور کنول کے پھول جیسی  
 حسین پیشانی۔ فراج بید معشوقانہ۔ رفتار گفزار اور آواز سے بلا کی محبوبیت  
 چمکتی ہے۔ یہ ماڈرن فیشن کی دلدادہ جب اپنے محبوب بلوس میں شانِ عثمانیہ  
 کے ساتھ پردہ سیمین پر جلوہ نما ہوتی ہے تو پورے مناظر پر بے لگج چھا جاتی  
 ہے۔ وہ ایک الٹرا دیہاتی لڑکی کا کردار بھی بڑی خوبی سے ادا کر سکتی ہے۔  
 حیا سوز حرکات و سکنات اور عریاں اداکاری سے اس کا دامن پاک  
 ہے لیکن اس کے باوجود ایک ایک ادا دل لے لینے والی ہوتی ہے۔  
 ہیجان پسند اور سنجیدہ ہر دو طبقوں میں مقبول ہے اور یہ اس کی کامیاب  
 مشغلہ ہونے کی کافی دلیل ہے۔

ایک متمول اور تعلیم یافتہ والدین کی نور نظر راہنما تھائیگر کے خاندان  
 کی چشم و چراغ و الٹیر میں پیدا ہوئی اور ابتدائی زندگی مدراس میں گزاری  
 اس کے بعد کچھ عرصے تک شیگر آنجھانی کی مشہور عالم درس گاہ شانتی نکتین میں

تعمیر کیا کروالیدین کی تئاؤں کو برلانے کے لئے یہ ہونہارحینہ انگلستان چلی گئی  
شانتی انجمن کی بنی مورت پر یورپ کی حسن نواز اور آزاد دفنانے اور بھی سونے  
پر شہاگے کا کام لیا اور ہندی حینہ انگلستان کی انجمنوں اور مصلوں کو اپنے  
حسن عالماں سے پیوستہ لانے لگی۔

جب علم کی تشنہ کامی نے ذرا دم لیا تو اٹھارہ سال کی عمر میں یہ بھر پور  
جوانی لے کر وطن واپس آئی۔ اب دیوکارانیگریزی طرز معاشرت اور تہذیب  
و تمدن پوری طرح اثر کر چکے تھے۔ بالخصوص یورپین فنون لطیفہ نے اسے  
گرویدہ کر لیا تھا اس گرویدگی نے اسے دوبارہ یورپ کھینچ بلایا۔۔۔ اس  
مرتبہ اس نے جرمنی، فرانس اور انگلستان میں رہ کر صنعت فلم سازی سے اپنی  
تشنہ کامی کو خوب سیراب کیا۔۔۔ پھر ہندوستان واپس آگئی۔ لیکن یہاں  
آنے کے بعد وہ اپنے۔۔۔ مستقبل کے لئے ہر وقت غور و فکر کرتی رہتی۔ روزانہ  
ایک ہوائی قلعہ بناتی اور مٹاتی رہتی۔ اس کا تردد برابر بڑھ رہا تھا کہ قسمت  
نے یاوری کی یا یوں سمجھ لیجئے کہ علمی دنیا کی قسمت اچھی تھی کہ دیوکارانی شادی  
مٹھ ہنسورائے سے ہو گئی۔ مٹھ ہنسورائے کی شخصیت علمی دنیا کے لئے نہ  
آج محتاج تعارف ہے نہ اس وقت تھی۔

ان دونوں علمی دیوانوں نے مل کر ”کرما“ نامی ایک فلم ہندوستانی اور  
انگریزی دونوں زبانوں میں تیار کی اس فلم کی شوٹنگ انگلستان میں ہوئی  
اور اس میں دیوکارانی نے خود ہیروئن کا پارٹ کیا۔ یہ نہ صرف دیوکارانی  
کامیاب مشکہ بنانے والی پہلی تصویر تھی بلکہ انگریزی زبان کی وہ پہلی تصویر

جسے ہندوستان کے اس حسین جوڑے نے فلما یا ہے یہ تصویر انگلستان میں بہت مقبول ہوئی... انگلستان کے متعدد اخبارات نے اس تصویر کی تعریف کی... ساتھ ہی ساتھ دیوکارانی کے حسن خدا دادا حسن کردار زبان تلفظ اور لب و لہجے کو بھی بہت سراہا۔ "دکرا" کی کامیابی اور دیوکارانی کی ممتاز قابلیت دیکھ کر برٹش براڈ کاسٹنگ کارپوریشن نے ایک خدمت اس کے سپرد کی۔ ہنسورائے ایک کامیاب ڈائرکٹر تھے لہذا میاں بیوی نے بمبئی ٹاکیز کی بنیاد رکھی اور "ماں کی ماتا"۔ "خاوند بیوی" اچھوت کنیا۔ جوانی کی ہوا وغیرہ متعدد تصویریں یکے بعد دیگرے تیار کیں۔

جوانی کی ہوا، اس کا شاہکار ہے۔ اس تصویر نے دیوکارانی کو اوج کمال پر پہنچا دیا۔ اب دیوکارانی تصویر ہر نوجوان کے دل میں نقش ہو گئی پر وہ سینین پر اس کو دیکھنے کے لئے آنکھیں منتظر رہنے لگیں فلمی دنیا کی بد قسمتی کہنے کہ مٹر ہنسورائے کی زندگی نے دیوکارانی کے ساتھ وفانہ کی اور موت کے ظالم پنجے نے ایک کو دوسرے سے جدا کر دیا۔ یہ جدائی دیوکارانی کے لئے بڑی سوہان روح ثابت ہوئی... کچھ عرصے کے لئے اس نے فلمی دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی لیکن جو نقوش دیوکارانی نے فلم بین طبقے کے دلوں پر چھوڑے تھے وہ باسانی ٹٹنے والے نہ تھے آخر اس کے سو دایوں نے اسے پھر گوشہ نشینی سے پر وہ فلم پر کھینچ بلا یا۔ اب پھر وہ بمبئی ٹاکیز کی خدا ہے۔ اس نے کچھ عرصہ ہوا کہ "انجان" نامی فلم میں اپنے پورے حسن و شباب کے ساتھ چمک کر بالکل ہی انوکھے انداز میں برق پاشی کی ہے یہ بھی اس کی کامیاب

فلم ہے۔

مغربی تہذیب و تمدن کے گہوارے میں پروان چڑھنے والی یہ مشلہ جس کے ہاتھوں میں ہندوستانی فلم کی باگ ڈور ہے کبھی انگریزیت کا بھوت اس باگ ڈور کو سخت کر دیتا ہے ٹوٹک جاتا ہے۔ یہ ڈارکٹر کا بڑا خیال کرتی ہے۔ بسا اوقات اپنی مرضی کے خلاف اور ہدایت آموز کے موافق کام کرتے ہوئے اسے شاق بھی ہوتا ہے۔ یہ تمام شریف خاندانوں کی لڑکیوں کو فلمی لائفاں میں لے آنا چاہتی ہے اور اس کا اکثر پرچار کرتی رہتی ہے۔

اپنی پرائیوٹ زندگی میں یہ بیدار دل اور طنز واقع ہوئی ہے فرعونیت اور شان متمدسے دور رہتی ہے۔

## نرملہ

بیضوی چہرہ۔ دلکش خدو خال، زلفیں شب و صبح کی طرح دکش اور شب ہجر کی طرح سیاہ تیکھے نقش و نگار۔ ریٹے ہونٹ۔ گلاب کے پھولوں کی طرح رخسار۔ ہلالی ابرو۔ غزالی آنکھیں کہ جن کو دیکھ کر دل چاہتا ہے بس دیکھے جائے۔ بہار افروز سینہ، نور کے سانچے میں ڈھلا ہوا جسم۔ نرملہ ایک (۱۶) سالہ حسین دوشیزہ ہے گو یا جوانی کی راتیں اور مردوں کے دن بسر کر رہی ہے۔ بچہ حسین اور بلا کی کشش رکھتی ہے۔ وہ ایک ایسی محصوم ساجرہ ہے جو دیکھنے والوں کا دل چشم زدن میں رام کر لیتی ہے۔ اور حقیقی معنوں میں وہ ایک ایسا شکار کرتی ہے جس کا تیر بنگاہ کبھی خطا نہیں کرتا۔

نرملہ گنگا کے نرمل جل کی طرح صاف و شفاف اور آئینہ رو صبح بنارس کی فتنہ سامانیوں کی یاد تازہ کرنے کیلئے ۶ جنوری ۱۹۲۸ء کی ایک کھیف اور پر بہار صبح کو کاشی کے ایک صراف خاندان میں پیدا ہوئی۔ اصلی نام نرملہ کماری تھا۔ لیکن علمی دنیا نے صرف نرملہ کے لقب سے یاد کیا۔ بارہ سال کی عمر تک اردو، ہندی اور انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ رقص و سرود کچھ فطرتاً ودیعت ہوئے تھے۔ اس شاعروں کے طین تخیل کی نازک کلی کو

نیم شوق نے گد گدایا تو .....  
 نرملہ شوق و شباب کا دلآویز اور دلکش پھول بن کر مہجی  
 سینٹون کے ذریعہ پر وہ سیمین پر کھلی۔۔ اس کے بعد کاردار پر وڈکشن  
 کے فلم "شاروا" میں ایک ممتاز نسوانی کردار ادا کیا۔ "سویرا" اور "شاروا"  
 اس کے شاہکار ہیں۔

نرملہ فطرتاً نہایت شوخ و چہیل، اور رومان پرور قسم کی چلیلی مشکہ ہے  
 اس کے ساتھ ساتھ وہ نہایت بزلہ سنج۔ مرخان مرخ اور انتہائی تخلیق  
 واقع ہوئی ہے۔ اس کے بشرے سے جوانی پھوٹی پڑتی ہے اور گلستانِ فلم  
 کی یہ نوزائیدہ کلی باغِ جنت کا ایک حسین اور دلآویز پھول معلوم ہوتی ہے  
 خانگی زندگی میں حسن و جوانی نے ایک دیوی بنا دیا ہے جس پر جواں سال  
 دل و دماغ پوجا کے پھول سچا اور کیا کریں، لیکن فلمی دنیا میں آنے کے بعد  
 خیام کے رنگین تخیل کی ایک ایسی رباعی بن گئی ہے جسے دیکھنے کے بعد جسے  
 پڑھنے کے بعد، اور جس پر غور کرنے کے بعد انسان تصورات کی رنگین دنیا  
 میں غرق ہو کر رہ جاتا ہے۔

موسیقی سے پہلے ہی رغبت تھی، مشق و مہارت نے چار چاند لگا  
 دئے۔ پہلے ہی فتنہ سامانیاں کیا کم تھیں اور اب تو .....

نرملہ ابھی فلمی دنیا کی نو آموز مشکہ ہے لیکن آئندہ اس سے بہت سی  
 توقعات وابستہ ہیں۔

FILMI-TITLIAN



Sneha Praba

---

---

FILIMI-TITLIAN

---

---



Shanta Apte

گھر بیوز ندگی میں بھی یہ اداکاری کی مشق کرنا بہت پسند کرتی رہے۔ گویا  
 گھر میں بیٹے مشق ستم کرنی جاتا ہے پھر محل میں اس سے کام لیا جاتا ہے پٹاٹن  
 اور کالی اس کی تازہ تصاویر ہوں گی۔

خدا ترابتِ ناداں دراز سن تو کرے  
 ستم کے اور ہو قایل خدا وہ دن تو کرے

## رومیلہ

صوفیہ ابراہیم اصلی نام ہے۔ لیکن فلمی دنیا میں رومیلہ کے نام سے مشہور ہے۔ ۹ اکتوبر ۱۹۲۲ء میں کلکتہ میں ایک فارغ البال خاندان میں پیدا ہوئی۔ جو نیر کیمرج تک تعلیم حاصل کی۔۔ ساتھ ساتھ انگریزی رقص اور موسیقی سے بھی واقفیت حاصل کی۔ اس رقص و سرود سے لے کر فلمی دنیا میں اکثر ادا کرتی رہتی ہے۔

ایکٹس بننے کا شوق بچپن ہی سے تھا۔ لیکن کوئی صورت اپنے شوق کی تکمیل کے لئے نہ پا کر مجبور تھی۔ آخر بڑی کوششوں اور مشکلوں کے بعد یہ امپیریل فلم کمپنی میں شریک ہو سکی۔ پھر موہن پچرس پرنس ہو دی لڈن ریکس پچر اور کلاٹاکیز وغیرہ میں کام کرتی رہی۔

شگفتہ چہرہ، ہنستی ہوئی آنکھیں بے داغ رخسار، کنول کی پھڑکی جیسے نازک اور تیلے ہوٹ حسین گیسو، حشر خیز سینہ، نیکی اور نرمالی چتون، نور کے سانچے میں ڈھلے ہوئے بازو... ذات کی یہ دون ہے اس لئے جو یہ بھوتی مسلمہ ہے۔ اب تک مختلف تصویروں میں کام کر کے توجہ ان دلوں میں اپنا گھر کر چکی ہے۔ بظاہر دیکھنے میں نہایت بھونی بھالی لڑکی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن

دلوں سے کھیلنے کا راز اسے خوب معلوم ہے۔ چابک والی۔ سائیکل والی۔  
 رتناٹاری، تھنڈر، سہاناگیت اور دنیا دیوانی اس کے کامیاب کردار کی  
 اچھی تصویریں ہیں۔ جن میں اس نے ہیروئن کی حیثیت سے کام کیا ہے۔  
 سہاناگیت اور چابک والی کو پبلک نے بہت پسند کیا ہے اور یہی  
 اس کی سب سے زیادہ ممتاز تصویریں ہیں۔  
 چونکہ فطرتاً شوخ و شنگ واقع ہوتی ہے۔ لہذا ایسے ہی کردار کو بخوبی  
 نبھاسکتی ہے۔ اس کی فلمیں دیکھنے کے بعد اس کی فطرت کا بخوبی اندازہ  
 ہو سکتا ہے۔  
 سائیکل چلانا، شہسواری کرنا اور بیڈمنٹن اس کے دل پسند مشاغل  
 ہیں۔

## سینہ پر بھیا پردھان

ہندوستانی پردہ سیمین کی نزاکت تاب منٹہ سینہ پر بھان پردھان،  
۲۰ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو ناگپور کے ایک معزز متمول اور بار سوج خاندان میں پیدا ہوئی  
باپ حکومت ہند کے ایک افسر اعلیٰ اور انکلیڈ ریٹرن ماں اپنی سوسائٹی کی  
ترجمان اور ایک گریجویٹ خاتون ہیں جو وسط ہند میں اپنا ایک ممتاز درجہ  
رکھتی ہیں۔ بھائی مشیر قانون اور لیجلیٹو اسمبلی کارکن۔ اعلیٰ تعلیم  
حاصل کرنے کے بعد ڈیکل کلج میں داخل ہوئی دو سال تک ڈیکل کلج میں  
لیڈی ڈاکٹر بننے کی کوشش کرتی رہی لیکن فلم ساز طبقہ اس کے پیچھے ہاتھ دھو  
کر پڑ گیا تھا۔ یہ شوخ و شنگ حسینہ جب اپنے شباب کے ابتدائی دور میں تھی  
جیسی سے لوگ اس کو پردہ سیمین پر کھینچ لانا چاہتے تھے۔ خود پر بھیا کو بھی فلمی  
دنیا زیادہ مرغوب تھی۔ چنانچہ مرہم پٹی چھوڑ کر کار پر دازن فلم کی دعوت پر  
لوگوں کو زخمی کرنے کی ٹھان لی اور فلمی دنیا میں لوگوں کو ایک پھولوں کی  
شہزادی دکھائی پڑی ہلکی ہلکی حسین و جمیل ناک ذری موٹی بڑی بڑی چکدار  
آنکھیں پھول سے زخار مختصر جسامت بالکل ”دھان پان“ ناز و اداس  
”جب حجم سے وہ آئیں تو کوئی جہم سے اٹھلے“ رقص کرتی ہے تو محسوس

ہوتا ہے کہ ایک شاخ گل ہے جو ہوا کے مخمور جھونکوں سے مست ہو کر لہرا رہی ہے، سینہ پر بھار طالب علمی ہی کے زمانے سے ایک شوخ سوسائٹی گرل تھی، بعض حکیمانہ رموز و اسرار بہت سی پراسرار داتا میں بیان کرتے ہیں اپنی زندگی کے ایسیج پر آج بھی سینا پر بھانت نئے ڈرامے پیش کرتی رہتی ہے۔

... واقف کار جانتے ہیں کہ پیرلن کی شوٹنگ کے موقع پر فلم کے روح رواں مسٹر کٹورسا ہو اور فلم کی ہیروئن مس سینہ پر بھار کے درمیان ایک "ضمنی ڈرامہ" بھی "دلوں کے اندر اُٹھایا جانے لگا۔ فلم کی شوٹنگ ختم ہوتے ہی دونوں کا مکمل ملاپ پردہ دنیا پر نظر آیا۔ پردہ اگر منظر بدلا اور دونوں عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتے نظر آئے۔ پھر بہت ہی بے آبرو ہو کر جناب کٹورسا ہو بزم پر بھار سے نکالے گئے۔

سکنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن

بہت بے آبرو ہو کر تری محفل سے نکلے  
یہ موسیقی میں زمانہ طالب علمی سے ہی طاق تھی۔ ان تجربات سے  
علمی دنیا میں اسے کافی مدد ملی۔

سیول میرج، سو بھاگیہ، پر دیسی، پیاس، پیرلن  
لڑائی کے بعد... کھلونا اور موج اس کی مشہور تصویریں ہیں۔  
پیرلن، پر دیسی، پیرلن، پر دیسی اور کھلونا اس کی کامیاب تصویریں ہیں۔  
اس کو موسیقی رقص، مصوری، ساز نوازی، اور عمدہ کھانے پکانے کا شوق ہے۔

مطالعہ اس کامرغوب ترین شغل ہے۔ نیپل ورک میں ہاتھ بہت صاف ہے اور ایسی اچھی تصویر بناتی ہے کہ دیکھنے والے ششدر رہ جائیں۔

”لڑائی کے بعد“ کی کہانی اور مناظر خود اس کے اپنے زور قلم کا نتیجہ ہیں اور کہانی بری نہیں کہی جاسکتی۔

سینہ پر بھانہ صرف ایک ادیبہ اور کامیاب مشلہ ہے بلکہ ایک پر جوش آتشین نوامقررہ بھی ہے چنانچہ ابھی حال ہی کی ایک اطلاع کے مطابق ایک تقریر کے سلسلہ میں جو بنگال چیرٹی شو کے موقع پر اس نے کی تھی حکومت کی ”ممنون کرم“ ہوتے ہوتے بھی یہ جیہڑا شو قحط زدگان بنگال کی امداد کے لئے خود اسی کی مساعی کا نتیجہ تھا۔

یقیناً سینہ پر بھانہ کو حق ہے کہ وہ ایک کامیاب ادیبہ مقررہ ’مشلہ‘ رقاصہ اور ممتاز مغنیہ کہلائے۔ ایک طیارچی مشرا سپا، کس سے اپنی دوسری شادی رجا چکی ہے۔

## پر بجا

مہاشہ راجپال آنجہانی کی نور نظر پر بجانے جس وقت فلمی دنیا میں قدم رکھا تو ہندوستان کے ایک سکرے سے دوسرے تک بھونچال آگیا اخبار آکا موضوع صرف یہ مسئلہ بن گیا۔ مخالفت کا ایک طوفان۔ ہندوستان گیر طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ پر بجا اپنے عذاب میں اس قدر متعلق اور دل کی اتنی جبری ہے کہ جس نے پوری سوسائٹی کو شکست دی ہے پر بجا نہ اپنوں کی تلخ نوائیوں سے متاثر ہوئی نہ غیروں کے طنز و دشنام سے نہ "خاندانی مصاح" اس کی راہ میں حائل ہو سکے نہ عزت و وقار کا دیو سے روک سکا۔ ہم اس کا فیصلہ کرنے والے کون؟ کہ پر بجانے فلمی آئن اختیار کر کے اچھا کیا یا برا؟ پھر بھی اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ پر بجا وہ عورت ہے کہ اگر اس پر فلمی جنون کا دورہ پڑنے کے بجائے اس کے دل میں سیاسی و ملکی کک پیدا ہو جاتی تو ہندوستان کی آئندہ تاریخ اس پر نماز کرتی لیکن خیر گزشتہ اسچہ گزشتہ۔

بڑی بڑی افانوی آنکھیں کٹا دہ پیشانی، سنبلیں زلفیں، گلگوں،

عارض، لبوں پر ہمیشہ تبسم رقصاں رہتا ہے۔ ناز و ادا میں بہتوں سے

ابھی دکش و دلاویز جوانی کی مالکہ۔ ایک مثلہ کی حیثیت سے پر بجا کافی مشہور ہو چکی ہے۔ شروع شروع میں اس کی شہرت کا راز صرف ہمارے آنجنابی کی شہرت تھی لیکن اب رفتہ رفتہ اپنی ہمیشہ نگاری سے قلوب کو متاثر کر رہی ہے۔ گو اس کی آواز میں کچھ بہت زیادہ دکشی نہیں ہے لیکن اپنا رول خوب سوچ سمجھ کر ادا کرتی ہے اور بجا امید کی جا رہی ہے کہ آئندہ ایک ممتاز ایجنٹس بن سکے گی کھلونا، اگر امون فون سکر، آتا ترنگ، امید، نرس اور مانگ اس کی مشہور تصویریں ہیں۔ آئندہ تاج محل پچرس کی مشہور تصویر بیگم میں آرہی ہے۔

پر بجا اداکاری میں اپنے طنزیہ لہجہ کا جواب نہیں رکھتی طریقہ اداکاری میں اکثر و بیشتر کامیاب ہوتی ہے۔

## لیلا چٹنس

سوسائٹی میں منرگو الہی اور علمی دنیا میں لیلا چٹنس کے نام سے شہرت پانے والی پردہ سیمین کی یہ ہر دلعزیز مشکہ ایک روشن خیال گرہ جو ریٹ خاتون ہے۔ اس کے والد مشرناگر بیٹی الفسٹن کالج میں انگریزی کے پروفیسر تھے۔ لیلا کو فنون لطیفہ اور ادبیات سے بہت کافی دلچسپی تھی چنانچہ اس تیرہ سال کی عمر میں اپنے خاندان کے ایک دوست پر اپنی پہلی نظم لکھی جسے دیکھ کر اس کے والدین اپنی لڑکی کی فراست اور قابلیت سے بہت متاثر ہوئے اور اس کے لئے ایسا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی جو خود اس کی ذہانت اور رجمان کے عین مطابق ہو۔ بی لے کامیاب کرنے کے بعد لیلا کی ازدواجی زندگی شروع ہو گئی اور وہ ایک کامیاب بیوی ثابت ہوئی۔

چنانچہ آج یہ کو از ٹر درجن بچوں کی ماں ہے۔ اس کی عمر اب تیس سے اوپر ہو چکی ہے لیکن اس کی رعنائیوں اور دنواریوں میں ابھی کوئی فرق نہیں محسوس کیا جاتا گو وہ غازوں اور میک اپ کا ممنون کریم ہے، باپ کی تمنا تھی کہ لیلا محکمہ تعلیمات کی کسی اعلیٰ خدمت پر مامور ہو۔

لیکن میٹی پردہ سیمین پر خوباش ہوئی۔ ییلڈاچٹنس فلمی دنیا میں اپنی از دو واجی زندگی کی ناکامیوں کے طفیل داخل ہوئی ہے۔ شوہر کی نگاہیں پھر گئیں اور وہ کسی دوسرے کی زلف گرہ گیر کا اسیر ہو گیا۔ چند دن چھپش میں گزرے پھر شوہر بالکل ہی کنارہ کش ہو گیا مجبوراً ییلڈا کو اپنی اور اپنے بچوں کی پرورش کے لئے اس کو چھ کی خاک چھانی پڑی۔ اس کے والد نے چاہا کہ ییلڈا محکمہ تعلیمات میں ملازم ہو جائے لیکن خود اس کی طبیعت کا رجحان اداکاری کی جانب تھا۔ چنانچہ یہ مرٹر شاننا رام کے پاس پہنچی لیکن شاننا رام نے اس میں تھیل نگاری کی کوئی خصوصیت نہ پا کر اس کی درخواست رد کر دی پھر بھی ییلڈا بد دل نہ ہوئی اور کوشش کرتی رہی یہاں تک ۱۹۳۵ء میں آڈیشن فلم چیمنی کے فلم "دندانہر" میں اس کو موقع ملا۔ بد قسمتی سے یہ فلم کامیاب نہ ہو سکا۔ لیکن ادھن کی پکی ییلڈا نے پھر ہمت نہ ہاری اور مختلف اسٹینٹ فلموں میں کام کرتی رہی ان فلموں میں کام کرنے کی وجہ سے شاننا رام کی آنکھوں میں بیخ گئی اور انھوں نے اسے اپنی "دہاں" نامی فلم میں ایک کردار دیا۔ اس کھیل میں اس نے اس شان سے اداکاری کی کہ صف اول کی ایکٹرسز میں شمار ہونے لگی۔ اب ییلڈاچٹنس بی اے صحیح معنوں میں ایک مشکہ بن گئی۔ سنت تلسی داس میں کام کرنے کے بعد مسٹر ہنسو رائے نے اسے کنگن میں ہیروئن کا کردار دیا اور یہ شہرت کے آسمان پر جا چکی بندھن اور جھولا میں ہیروئن کا کردار ادا کرنے کے بعد تو پر لگ گئے۔ اب اس نے کراچی کے ایک مشہور فلم ڈسٹری بیوٹر سے شادی کر لی ہے

دوتوں کے اشتراک عمل سے چتر پر ڈکشن کا وجود ہوا۔ جس کی تصویریں کنین اندر  
 ”کسی سے نہ کہنا“ کافی مقبول ہو چکی ہیں ان تصاویر میں اس نے خود ہیئرٹن  
 کا پارٹ ادا کیا ہے ”کسی سے نہ کہنا“ کی کہانی خود اسی نے لکھی ہے۔ ظاہر  
 ہے کہ مصنفہ خود اپنی کہانی میں کس درجہ بہترین جذبات نگاری پیش  
 کر سکتی ہے۔

اب راجہ مووی ٹون کے مزاحیہ فلم ”غزل“ میں آرہی ہے اس فلم  
 کی ہدایت آموزی ظہور راجہ نے کی ہے۔ اس کی اداکاری... تصنع اور  
 بناوٹ سے ہمیشہ پاک رہتی ہے۔ اور محسوس ہوتا ہے کہ وہ خود ان حالات  
 سے گزر رہی ہے جو فلم میں پیش کئے گئے ہیں۔  
 شنواری اور مطالعہ اس کے محبوب تشغل ہیں۔

## چندر پر بھا

چندر پر بھا، ۲۷ ستمبر ۱۹۲۷ء کو بمبئی کے ایک برہمن خاندان میں پیدا ہوئی۔ انٹرنس تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۶ اگست ۱۹۴۲ء کو بمبئی ٹائیکز میں شریک ہوئی۔

گوری چٹی، خوش اندام، کنول کی پنکھڑی جیسی پیشانی، گلاب کے پھولوں کی طرح رخسارے، اس بھرے ہونٹ، خوبصورت آنکھیں، ہلالی ابرو، متانہ چال صبا خوام سے محو خرام ناز، قیامت خرام ہے

پھر نذر انقلاب جہاں کا نظام ہے

پر بھا کو بچپن ہی سے فلم بینی کا بید شوق تھا۔ رفتہ رفتہ یہ شوق حد سے متجاوز ہو گیا۔ بالآخر اس نے اپنے ذوق کی خاطر خواہ تکمیل کے لئے فلمی لائسن اختیار کر لی۔ اس کے باپ سنٹرل بینک آف انڈیا (بمبئی) میں ملازم تھے۔ لیکن تھے تو وہ بہر حال ہندوستانی۔ گو لاکھ تعلیم یافتہ سہی۔ یہی وجہ ہے کہ پر بھا کو مدرسہ کی تعلیم کے سوا رقص و موسیقی کی تعلیم کا موقع نہ ملا۔ اس کے باوجود پر بھانے بے دھڑک اپنے شوق کو پورا کر

دکھایا اور یہ جوانی کی راتیں اور مرادوں کے دن بسر کرنے والی دو شہزادہ مشہور  
 تصویقیت میں سائڈ بیرون کی حیثیت سے نمودار ہوئی۔ اس کے بعد "انگولٹی"  
 اور انگ میں حکلی اب یتیم بچپن اور رونق میں جلوہ گر ہو رہی ہے اس کو  
 فلمی زندگی بہت ہی مرغوب ہے۔ شدت سے سینما دیکھتی ہے۔

## رادھارانی

کسی شاعر کا حسین تخیل، شاخ گل کی طرح نازک، پھول سی صورت، متوسط اندام، اینگلو انڈین احسن و خوبصورتی کا ایک نادر نمونہ رقص و سرود کی ملکہ رنکار و کفار سے ساحرانہ ادائیں ٹپکتی ہیں۔ جب معشوقانہ انداز میں میکا ہیں پھیر پھیر کر گفتگو کرتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ واقعی ”رادھارانی“ ہے رقص میں یدِ طوبیٰ دکھتی ہے۔ ابتداءً یہ اسٹنٹ فلموں میں کام کرتی رہی اس کی وجہ سے کافی شہرت بھی حاصل کر چکی ہے۔ اب سنجیدہ فلموں میں بعض اہم کردار بھی اس نے بخوبی ادا کئے ہیں۔ یہ المیہ اور افسردہ ردل میں بلبلے کی طرح بیٹھ جاتی ہے۔ اس کی اداکاری، شوخی اور چلبلے پن سے لبریز ہوتی ہے اور اپنی چمچل ادائوں کی وجہ سے بہت مقبول ہو گئی ہے۔

رادھارانی چیتان فلم کی ایک ایسی طوطی شیریں مقال ہے جس کے روح پرور نغمے نقادان فن کے لئے ناگوار نہیں۔۔۔ وہ ایک ایسی رقصہ بھی ہے جس کا رقص دیکھ کر نوجوان دلوں میں امنگوں کا طوفان موجزن ہو جاتا ہے۔

جب وہ اپنی رعنائیوں کے ساتھ پردہ سیمین پر رقص کرتی ہے تو

سینما ہال میں اک سماں بندھ جاتا ہے۔

اہل بیہوشی نے اسے متانی رقصہ کا خطاب دے رکھا ہے۔۔۔ بنجاب کا ایک فلمی انجرا اس کی تعریف میں لکھتا ہے کہ چلتی ہے تو ناکھن کی طرح بل کھاتی ہے رقص کرتی ہے تو شاعر کے تخیل کی طرح ایک خواب نظر آتی ہے بولتی ہے تو کوئل کی کوک معلوم ہوتی ہے۔

اس کی مشہور فلمیں ”سفید سوار“ ”سوامی“ ”جنگل پرنس“ اور ”باد“ ہیں اس کی تازہ ترین تصاویر کاروان پچھڑہ کا ناقابل فراموش شاہکار ”بھائی“ اور انٹرنیشنل کی ڈائرکٹر ہیں۔

رادھارانی اپنی خانگی زندگی میں ایک نہایت خوش اطوار خوش اخلاق اور طنسا رختون ہے۔ اپنے ملاقاتیوں سے بڑی خندہ پیشانی سے ملتے ہے، سیر و تفریح اور رقص سے بڑی دلچسپی رکھتی ہے۔

# وستنی

۱۹ سالہ حسین دوشیزہ جو آج بھی پر دہ سین پر صرف ایک ننھی لڑکی نظر آتی ہے۔ ۱۹۲۶ء میں کو لھا پور کے ایک تعلیم یافتہ زمیندار مرہہ گھرانے میں پیدا ہوئی۔ تعلیم گھر ہی میں ہوئی، باوجود مرہٹی ہونے کے اردو اس روانی سے بولتی ہے کہ بعض اوقات لکھنوی ہونے کا گمان سا ہوتا ہے انگریزی کی استعداد بھی خاصی ہے۔ نازک تن، سین بدن، سر و قد، جوانی کی راتیں مرادوں کے دن۔ دل میں گھر کر جانے والی آنکھیں، پیاری پیاری سر ملی آواز، کنول کے پھول جیسا رنگ، سمگانے میں یکتا تیشیل نگاری میں فرد زندگی کی ۱۹ بہاریں دیکھ چکی ہے لیکن مزاج میں لڑکپن اور طبیعت میں شوخی و شرارت اب تک پائی جاتی ہے۔ الہڑپن کا یہ عالم کہ اپنی ان تبدیلیوں کو بھی فراموش کر جاتی ہے جو لازمہ شباب ہیں، طفل کا خواب دیکھنے والے خیر بھی ہے۔ فتنے تری جوانی کے بیدار ہو گئے، اس کے والد کو لھا پور کے ایک مشہور بیرسٹر پر بھات فلم اسٹوڈیو کے قریب ہی رہتے تھے۔ ہسائٹیجی کے حقوق سے فائدہ اٹھا کر وستنی اکثر اسٹوڈیو میں جاتی رہتی تھی۔ شوٹنگ کے وقت اوروں کی اداکاری دیکھ کر خود اس کا دل بھی

اداکاری کرنے کی طرف مائل ہونے لگا۔ ادھر وسنتی کا چچینا 'اس کی تیزی' شوخی اور بے باکی مٹر شاننا رام کی نگاہوں میں کھپ گئی انھوں نے پیرسٹر صاحب پر جب اپنے خیالات کا اظہار کیا تو پیرسٹر صاحب انکار کرنے کے باوجود شاننا رام کے شدید اصرار پر رضامند ہو گئے اور اس طرح وسنتی ۱۹۳۶ء میں اپنی معصوم شوخیوں اور دلنواز سریلی آواز کے ساتھ پر بھات کی فلموں میں حشر سامانی کرنے لگی اس نے اس خوبی سے اپنا کام کیا کہ فلمی دنیا میں دھوم مچ گئی اس کی کامیاب تمثیل بنگاری دیکھ کر رنجیت مووی ٹونوں نے پر بھات سے اس کی خدمات مستعار لیں اور سنت تلسی داس میں اسے کام لیا۔ اس فلم نے اس کو اور بھی ہر دل عزیز بنا دیا۔ اس نے تمہاری مرضی دھرماتما، امر جوتی، اچھوت، ہونی، ممتا، دیوالی، دنیا نہ مانے، دکھ سکھ، میٹی وغیرہ میں انتہائی کامیاب تمثیل بنگاری پیش کی ہے۔ اس کے گائے ہوئے گانے ہمیشہ — خراج تحسین حاصل کرتے رہے ہیں۔

وسنتی جوان ہے لیکن "معصوم بچوں" کی تمثیل اس حسن و خوبی سے پیش کرتی ہے کہ تماشائی آج بھی اسے زیادہ سے زیادہ ایک دس سالہ لڑکی تصور کرتے ہیں۔ موسیقی اور بیڈ منٹن اس کے محبوب مشاغل ہیں اور مٹر شاننا رام کو باپو کہنا خاص عادت آج کل مٹر ٹیل کے صاحبزادے اندو کے ساتھ پر لطف و مسرور ازدواجی زندگی گزار رہی ہے۔

## راجکماری

توسط قامت، نرم و نازک جسم، ماریاہ کی طرح بل کھائی ہوئی غمبیرینا  
 کٹار سے ابرو خوبصورت اور چمکدار آنکھیں، ریلے ہونٹ، ہر وقت مسرور رہتی  
 ہے۔ مجموعی طور پر صورت بید پیاری اور جاذب توجہ ہے۔ اسے اپنے گیسوؤں  
 سے بہت محبت ہے انھیں اپنی جان سے زیادہ محبوب رکھتی ہے اور ہر  
 وقت ان کے سنوارنے میں مصروف رہتی ہے۔ ”یہ سپرین“ اپنا جس قدر وقت  
 اپنے ”پالتو ناگوں“ کی خاطر مدارات اور پرورش پر صرف کرتی ہے اتنا  
 وقت شاید اپنے آرام اور اپنے محبوب کی محبت میں بھی بسر نہ کرتی ہوگی  
 اس میں شک نہیں کہ جب یہ اپنی زلفوں کو دوش پر بکھرا کر محو خرام ہوتی  
 ہے تو نظام عالم برہم ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ مغنیہ بھی ہے اور رقاصہ بھی  
 آواز بید دلکش اور سریلی پائی ہے۔ جب گاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ جادو  
 کر رہی ہے۔ مختلف کمپنیوں میں کام کر چکی ہے۔ لیکن جس نظر انتخاب نے  
 اس کو مقبولیت و شہرت کے آسمان پر پہنچا دیا وہ مشہر بروا کی نگاہ دوزیہ  
 تھی۔ مشہر روانے اسے نیو تھیٹر کے عالم گیر شہرت یافتہ فلم ”دیو داس“ میں  
 چندا کے کردار کے لئے منتخب کیا۔ اور اسی رول کی بدولت فلمی دنیا کے

آسمان کا چاند بن گئی اس کی اداکاری جس کا اس نے چننا کی حیثیت سے،  
 میٹا ہرہ کیا تھا۔ دوست اور دشمن سب کی نظروں میں یکساں مقبول ہوئی  
 نقادان فن بھی اس کی اداکاری کا لوہا مان گئے۔ تصنیح بناوٹ اور غیر  
 فطری مظاہروں سے اس کی مثال ہمیشہ پاک ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ یہ  
 متین اور سنجیدہ طبقے میں بھی کافی مقبول ہوئی۔

دیو داس کے بعد راجھکاری نے ”دنیا پاؤنا“ اور ”کاروان حیات“  
 میں اپنی سحر طرازیوں اور دلقریبیوں کے ساتھ نمودار ہو کر خوب خوب  
 داد و تحسین حاصل کی۔ اب ہر دل اس کا مداح اور ہر آنکھ اس کی متلاشی  
 ہو گئی۔ ”رامائن“ ”کر ڈپتی“ ”انصاف کی توپ“ کے بعد تو ہر مکتب  
 خیال کے فلم بین طبقے میں ہر دل عزیز ہو گئی۔ کاردار کی فلم ”مندر“ اور  
 رنجیت کی تصویر ”گور کہ آیا“ میں بھی اس نے کام کیا ہے۔

یہ اپنا رول خوب سمجھ کر اور گرد و پیش کے حالات کا مطالعہ کر کے  
 ادا کرتی ہے۔ المیہ کر دار اس خوبی سے ادا کرتی ہے کہ دیکھنے والوں کو  
 اصلیت کا یقین سا ہو جاتا ہے۔ اس کا اداس غمگین چہرہ اور اس کی  
 آنکھوں کے آنسو دیکھ کر دل سچ مچ آہیں بھر لگتا ہے۔ دلوں کو اپنی ایک جنبش  
 ابرو سے غمگین اور مسرور بنا دینا اس کے بائیں ہاتھ کا کمال ہے طریبہ  
 اور نشاط انگیز کردار میں جب وہ اظہار عشق و محبت کرتی ہے تو عربیانی  
 اور حیا سوز حرکات سے ہمیشہ اجتناب کرتی ہے۔ اس کی زبان سے نکلا  
 ہوا ایک ایک لفظ جو محبت میں ڈوبا ہوتا ہے تماشا یوں کے دلوں کی

گہرائیوں میں اتر جاتا ہے۔

راجکماری ہندوستانی مشکلات میں اپنا ایک خاص مقام رکھتی ہے  
 یہ جید ملنار شریف، بااخلاق اور متواضع ایکٹرس ہے۔ جس صورت کے ماہ  
 زیور علم سے بھی آراستہ ہے، جو بھی ایک بار اس سے ملتا ہے اس کا مداح ہو  
 جاتا ہے۔ مگر افسوس کہ پردہ سیمین کی یہ راجکماری آج کل کلکتہ کے ایک  
 مشہور سیٹھ موتی لال کے دل کی ملکہ بنی ہوئی ہے۔  
 ” اور فلموں کا مندر سونا ہے ”

## سانا آپٹے

وادئی شباب کی حسین مرہٹی رزہ نوردن خوبصورت اور سڈول جسم تناسب  
 اعضاء دلاویز خدو خال تیلی آنکھیں۔ خندہ روموزوں قامت جب بستی ہے  
 تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کلیاں چٹخ چٹخ کر پھول بن رہی ہیں۔  
 تازو ادا کی دیوی۔ پردہ فلم کی سب سے زیادہ شوخ و شنگ تیلی۔  
 جب.. اپنا رول ادا کرتی ہے تو ایک حسین تیلی کی طرح ادھر سے ادھر اور ادھر  
 سے ادھر تھرکتی پھرتی ہے... اپنی اٹھکھیلیوں سے دل کی دنیا میں ہنگامے  
 پیدا کر دیتی ہے۔ پردہ سین پر اس کے جسم کو ایک لمحہ کیلئے قرار نہیں رہتا وہ  
 ایک سرسبز اور پر بہار شاخ گل کی طرح فضا میں لہراتی رہتی ہے تو گناہوں پر  
 جوانی آجاتی ہے۔ اس کے روج پرور نے شوخ و شیرین موسیقی رگ و پے  
 میں بجلیاں بن کر دوڑنے لگتی ہے۔ اس کی اداری اس قدر بے ساختہ اور  
 واقعیت لئے ہوئے ہوتی ہے کہ چشم تحیر دنگ رہ جاتی ہے۔ اس کی بات  
 بات سے حسین شوخیاں ٹپکتی ہیں وہ تین اور سنجیدہ بن کر ایک منٹ بھی نہیں  
 رہ سکتی۔ یوں تو اسے جس فلم کا بھی رول دیا جائے وہ اسے بخوبی نباہ لے  
 جاتی ہے۔ لیکن شوخ و شنگ حلینہ کا پارٹ وہ اس قدر خوبی اور کمال کے

ادا کرتی ہے کہ خود آرتھ "بن کر رہ جاتی ہے۔

اس کیلئے ہزاروں دل بیتاب اور سینکڑوں آنکھیں مضطرب رہتی ہیں۔ شاننا کا شمار ان ایکڑسوں میں ہوتا ہے جن کی تصویر اہل حوصلہ منی پر اور تکیوں میں حرز جاں بنا کر رکھتے ہیں۔ دلوں کو اپنی نازک اداؤں سے مسل ڈالنا اس کیلئے معمولی کھیل ہے اور "ہنٹر بازی" و "سچپ مشغلہ"!

شاننا کو ایک کامیاب اور شوخ مشغلہ مانا جاتا ہے لیکن یہ سب کچھ پردہ فلم پر ہے۔ اپنی پرائیویٹ زندگی میں یہ ایک شریف ہندو لڑکی ہے جو مشرقیت کی دیوی اور مغربیت سے متنفر ہے۔ اپنی خانگی زندگی میں بالکل برعکس نظر آتی ہے۔۔۔ پردہ سینما پر دیکھنے کے بعد جس نے بھی پرائیویٹ زندگی میں اسے پہلی بار دیکھا وہ اپنی آنکھوں پر یقین نہ کر سکا۔ گھریلو زندگی میں وہ بچد متین اور سنجیدہ دکھائی دیتی ہے۔ ناز سے آنکھیں مٹکانا بات بات پر بل کھانا ہر ہر قدم پر ناز و ادا کی بجلیاں برسانا یہ سب کچھ خواب و خیال معلوم ہوتا ہے۔ نہ وہ بیباکی نہ شوخی نہ شرارت نہ اداؤں نہ کرتے بلکہ ہندوستانی شرم و حیا کی دیوی بن کر سمٹی سمٹائی آنکھیں نیچے کئے ہوئے رہتی ہے جو کسی بڑے سے بڑے گھرانے کی شریف لڑکیاں کر سکتی ہیں! اس کی یہ متانت اور سنجیدگی دیکھ کر ایک اخبار نویس نے بالآخر پوچھ ہی لیا کہ کیا آپ وہ ہی شاننا ہیں جنہوں نے "امرت مٹھن" اور "راجپوت رمنی" میں کام کیا ہے اسی طرح ایک اور ملاقاتی نے جو اس سے پہلے اسے صرف پردہ فلم پر دیکھ چکے تھے اس کا متین اور سنجیدہ چہرہ دیکھ کر بہت ہی

مضطرب ہوئے۔ شاننا نے ملاقاتی کے اضطراب کو محسوس کر کے کہا جس شاننا کو آپ نے پردہ سیمین پر دیکھا ہے اگر وہ نظر نہیں آرہی ہے تو کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے۔ میں ایک ایکٹرس کے ساتھ ساتھ شریف ہندو لڑکی بھی تو ہوں فلمی کام اسٹڈیو تک محدود رہتا ہے۔ اور اسٹڈیو کے باہر میں بھی ہندوستان کی دوسری حیا دار لڑکیوں میں سے ہوں۔“

سب سے پہلے یہ ”امرت غنچن“ میں برق سامان بن کر نمودار ہوئی اس تصویر کو شاننا نے اپنی قابل داد اداکاری اور پورے انہماک سے عروج پر پہنچا دیا۔ اس کے دلکش نعموں شوخ اور پھیل اداؤں کے ساتھ ”محصوم مرآتوں نے لوگوں کو بری طرح اس کا شیدائی بنا دیا۔ اس تصویر کو اس سال کا بہترین فلم قرار دیا گیا۔ اس کے بعد ”راجپوت رمنی“ میں لوگوں نے اس کے جذبات انگیز اور ہیجان خیز روحانی نعے سنے۔ اس کے نعے ملک کے گوشے گوشے سے خراج عقیدت پانے لگے اور یہ فلمی دنیا پر ایک روشن ستارے کی طرح جگمگانے لگی۔ اس کے بعد ”امرجوتی“ نے رہی سہی کسر پوری کر دی تھادان فن بھی اس کے مداح ہو گئے اور اسے واقعی امیر جیوتی (لازوال روشنی) حامل ہوئی۔

مشرقی عصمت و عفت کا نمونہ، شاننا۔ وہ واحد مسئلہ ہے جس کا سینہ مقدس جس کی شخصیت با عظمت اور جس کا دل پاکیزہ ہے۔ یہ نگار خانوں کی گناہ آلود فضا سے کبھی مرعوب نہیں ہوتی اور نہ اپنے جسم کو وہاں کی ہوس رانیوں کا شکار ہونے دیا۔ اس کے دل کی طرح اس کے نعے نواز ہونٹ بھی گناہ گیر لذتوں سے محفوظ ہیں۔ اس نے عارضی شہرت اور

ہر دل عزیز کی خاطر عریانیت اور حیا سوز حرکات کو پسند نہیں کیا۔ یہ تصنع آمیز تمثیل سے ہمیشہ پرہیز کرتی ہے۔ سرور جذبات اور طربہ مناظر کی .. عکس ہے لیکن المیہ اور غم ناک اداکاری سے .. عاری ہے .. دوسری ایکڑسوں کی طرح مدتح اور مغزور واقع نہیں ہوئی ہے۔ گو آج .. شہرت کے آسمان پر پہنچ چکی ہے۔ اور اس کا فن مسلم مانا جاتا ہے لیکن یہ خود کو ایک ذرہ ناچیز لورا آرٹ کے بحر بیکراں کا ایک قطرہ حقیر تصور کرتی ہے شہرت یافتہ ایکڑس کے ساتھ ساتھ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی ہے۔

گھر سے باہر نکلنے وقت وہ اپنے بھائی کو ہیکٹہ ساتھ رکھتی ہے ..

بھائی کی عدم موجودگی میں کسی سے ملاقات نہیں کرتی .. ایک حد تک اس کی حیا پرور شرمگین آنکھیں، سادہ لباس اور بلند اخلاق بھی اس کی عزت و عصمت کے محافظ ہیں۔ شاننا ورزش بھی کرتی ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ ورزش صرف اپنی دو شیرنگی کی حفاظت کے لئے کرتی ہے تاکہ اگر ضرورت درپیش ہو تو اس کی ”چیل“ دل چینک اوباشوں کیلئے زیادہ دیر تک اس کے ہاتھوں میں رہ سکے چنانچہ گجرات میں ایک اخبار کے ایڈیٹر صاحب کی تواضع وہ اپنے ہنر سے کر چکی ہے۔

اس کی تازہ تصویریں آواز زیندار اپنا گھر آستی انویا دوہائی اور کا دمبری ہیں۔ اور آئینہ ”بھاگیہ چکر“ میں آنے والی ہے۔

انگریزی فلم دیکھنا اور سادہ لباس پہنا اسے بہت پسند ہے۔

## مینا

اس کا اصلی نام جو رشید بیگم ہے لیکن فلمی دنیا میں مینا کے نام سے مشہور ہے۔ گورارنگ، مخموریشی، پنکھیس، سیاہ بال، بھولا بھالا گول چہرہ، کٹار سے ایرو جاند سی پیشانی، متوالی چال حسین جامت اور بے باک اداسکاری نے اسے دیکھتے دیکھتے ایک مقبول اور ممتاز مشکہ بنا دیا ہے۔

مینا صوبہ پنجاب کے غیر معروف مقام رائے وند میں پیدا ہوئی ہیں بائیس سال کی زہد شکن حسینہ ہے۔ جب وہ اپنے زہد شکن انداز میں ساری باندہ کر اپنے گد رائے ہوئے جو بن کوناز سے ساڑھی کے پلو میں چھپا کر چلتی ہے تو دیکھنے والے کلیجہ تمام لیتے ہیں۔

اسے بچپن ہی سے ایگٹرس بننے کا شوق تھا۔ آرٹ اور موسیقی سے اسے بچہ دلچسپی تھی۔ کلاسیکل میوزک سے وہ فلمی لائسن اختیار کرنے سے قبل ہی واقف تھی۔ چنانچہ اس نے اپنا مستقبل درخشاں کرنے اور عزت و شہرت حاصل کرنے کیلئے فلمی لائسن اختیار کی۔

اپنے ذوق و شوق کی تکمیل اور شہرت کے حصول کی غرض سے مینا نے ۱۹۳۹ء میں منرا مووی ٹون میں شرکت کرنی اس کی سب سے پہلی

تصویر سکندر پبلک کے سامنے آئی۔ یہ شوخ و تنگ حینہ جب مشرقی لباس میں "سکندر" میں نمودار ہوئی تو فلمی متوالوں اور مشرق کے شیدا ایسوں کو مشرقی ساغر میں شراب مغرب کا دھوکہ ہونے لگا اور بڑے بڑے رند بلا نوش اسے دیکھ کر بے پئے جھوم اٹھے۔ مینا کی کامیابی کا راز دراصل اس کے شوق اداکاری اور آرٹ سے دلچسپی میں مضمر ہے۔

اب تک مینا نے صرف چند تصویروں میں کام کیا ہے۔ اور منروا کے سوا اپنا دامن کسی دوسری کھپنی سے وابستہ نہیں کیا۔ لیکن اس کے باوجود وہ ایک کامیاب اور ممتاز عملہ تصور کی جاتی ہے۔ اس سے آئندہ فلمی دنیا کی بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ "پھر ملیں گے" اور "پر تھوی ولیجہ" اس کی بعد کی تصویریں ہیں جو بے حد مقبول ہوئیں۔ اور ان میں اس نے نہایت ممتاز نسوانی کردار کئے ہیں۔

اس میں شک نہیں جب مینا ایک بار اپنی مخصوص ادا کے ساتھ وہ سیمین پر نظروں کے سامنے آجاتی ہے تو اس کا بیباختہ پن اور شوخ ادائیں جادو جگاتی نظر آتی ہیں۔

رقص و موسیقی اور عمدہ لمبوسات اسے بے حد پسند ہیں۔

## مینا کشی

۱۱ اکتوبر ۱۹۲۱ء میں حیدرآباد کے ایک معزز مرہٹہ خاندان میں پیدا ہوئی۔ اس کے شوہر کی خود ایک ذاتی تھیٹر ٹیکل کمپنی تھی لہذا شوہر کی حسب ایما فلمی لائسنس اختیار کر لی۔ اور ۱۶ دسمبر ۱۹۲۱ء کو بمبئی ٹکائیز کے اسٹوڈیو سے نمودار ہوئی۔ ماحول کی بناء پر کلاسیکل ناچ اور گانا فلمی لائسنس میں خاصہ اچھا معاون ہوا۔

بڑی بڑی چمکدار آنکھیں۔ حسین خدو و خال جو بصورت رخسار دراز قد۔ نازک اندام۔ جب کافی ترغیص شانوں پر بکھر کر ناز و ادا کی نمائش کرتی ہوئی پردہ ظلم پر نمودار ہوتی ہے تو دیکھنے والے دلوں کے کنول کھل جاتے ہیں۔ حسن و جمال کے انظہار کا بے پناہ سلیقہ رکھتی ہے ادا کے ساتھ نئے نئے انداز میں تیکھے ابروؤں سے تیر اندازی کرنا اسے خوب آتا ہے جب ہنس ہنس کر گھٹگو کرتی ہے تو رگ و پے میں گناہ کی سنہنی پیدا ہونے لگتی ہے۔ اپنے رول کو بہت سمجھ بوجھ کر ادا کرتی ہے۔ چونکہ تعلیم یافتہ ہے اس لئے اپنا کردار بڑی خوبی سے سنبھال لیتی ہے۔ اس کی اداکاری میں بے باکی اور بے تکلفی پائی جاتی ہے۔ اسے عوام سے روشناس کرانویا

تصویر ”برہم چاری“ ہے۔ ورنہ اس فلم کی نمائش سے قبل اس حور و شغزالہ سے بہت کم لوگ واقف تھے۔۔۔ اس وقت تک یہ صرف ہمارے شہر کے نوجوانوں کے دلوں میں رہتی تھی مگر ”برہم چاری“ کی نمائش کے بعد اس نے ہر کتب خیال کے فلم بین طبقہ سے داد و تحسین و ادا حاصل کی۔

ملک کے گوشہ گوشہ میں فلمی دنیا کی ”حسین دیوی“ کے نام سے مشہور ہوئی۔

میناکشی کا جسم دوسری ایکٹرسوں سے مقابلتہ زیادہ سڈول اور دلآویز ہے۔ چنانچہ جب کبھی وہ اپنے خوبصورت بازوؤں یا پنڈلیوں کی نمائش کرتی ہے تو اس پر ایک حسین مرمین مجھے کاشبہ ہوتا ہے اس کا حسن اس کے رخساروں اور سینے کے بلورین شیشے سے رنگین شراب کی طرح جھلکتا ہے۔ جب وہ اپنے بے پناہ حسن کا کوئی نیم عریاں مظاہرہ کرتی ہے تو نوجوانوں کی بہت سی اخلاقی قوتیں مضحک نظر آتی ہیں۔

اس کی دوسری کامیاب تصویر ”امرت“ ہے۔ اس میں جس حسن و خوبی سے اس نے اپنا پارٹ ادا کیا ہے وہ اسی کا حصہ ہے اتنے ”جھولا“ ”جوانی“ اور ”امانت“ میں سائیڈ ہیروئن کی حیثیت سے کامیاب نمائش انجام دی ہیں۔ اس کی آئندہ تصویر ”بڑی ماں“ ہوگی۔

## کائنات بالہ

کائنات بالہ ایک ایسی مغنیہ جو تیش بگاری زغنا سا شاہکار کہا جاسکتا ہے  
 تنہرا ہوا صاف و شفاف رنگ۔ شب بھر کی سی سیاہ زلفیں غزالی آنکھیں  
 خوبصورت سینہ۔ قیامت رفتار شیریں گفتار، دلفریب ادائیں۔ کوئل  
 جیسی آواز جب الاپتی ہے تو سننے والوں کے دل وروح میں اتر جاتی  
 ہے۔

بنگال کی یہ سحر آفرین حینہ جس کے گائے ہوئے گیتوں سے شاہی  
 محلات اور کانونوں کی جھونپڑیاں یکساں گونج رہی ہیں موسیقیت کی  
 آغوش میں پلنے والی مغنیہ جس کی رگ و پے میں دل بھانے والی ادائیں  
 ہمیشہ کارفرما نظر آتی ہیں۔ ابتدا ہی سے اسے رقص و سرود اور اداکاری  
 سے بے بید رغبت تھی۔ اس کی فلمی زندگی کا آغاز دراصل اس کی سینما بھینی  
 پر منحصر ہے۔ بنگال کی آزاد روح پرور فضا اس پر آزادی کا درس اس  
 کے جذبات شوق کے لئے سمندر پر ایک اور تازہ یا نہ تھا۔

اس کے ہندوستان کی بہترین مغنیہ بننے اور اداکاری کے جوہر  
 دکھلانے میں اس کی ماں کا بہت بڑا حصہ ہے۔ چنانچہ جب یہ اپنی ماں کے

ساتھ سینما دیکھ کر آتی تو گھنٹوں ان ہی آرزو انگیز جذبات میں مستغرق رہتی کہ کاش میں بھی کسی صورت ایک اچھی اداکارہ بن کر پردہ سین پر اپنا جو ہر دکھاتی اور لوگوں سے خراج تحسین وصول کرتی۔ یہ رنگین خواب اس کے دل میں ہمیشہ چمکیا رہتے رہتے۔ اس کی تمنائے اداکاری برصغیر گئی۔۔۔ یہاں تک کہ اسی ادھیڑ بن میں یہ سچیں چھوڑ کر اپنی قیامت خیز جوانی سے ہم آغوش ہو گئی۔۔۔ حسن و شباب کی بجلیاں قدر عنا سے تڑپ تڑپ کر بھٹکنے لگیں۔ اور شوق ذوق کی آگ تیز سے تیز تر ہوتی گئی لیکن کوئی صورت ایسی نہ تھی کہ کائن اپنے شوق کی تکمیل کر سکتی۔ زہے نصیب کہ ایک روز اس کی قسمت نے یاوری کی اور اس کی ماں کی انتھک کوششوں سے اس کی رسائی نیو یورک تک ہو گئی۔ ابتدا میں چند بنگالی فلموں میں کام کرنے کے بعد کائن بالاکو اپنے پوشیدہ جوہر ”ودیا پتی“ میں دکھانے کا موقع ملا۔ اور پھر یکے بعد دیگرے ”جوانی کی ریت“ ”مکھی“ ”سپیرا“ اور ”چار درویش“ میں وہ اپنے روح پرور اور سحر آفرین انعامات کے ساتھ نمودار ہوئی۔ نقادان فن نے کائن بالاکو نہ صرف ایک ممتاز ایگرس کی حیثیت سے پایا۔ بلکہ اسے درجہ اول کی مغنیہ بھی تسلیم کیا۔

موسیقی میں کائن کی مثال فلمی دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اسے اگر ملکہ ترنم کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ اس کے ممتاز کردار اور اعلیٰ تئیلنگاری کے ساتھ ساتھ اس کے نغمہ جاں مزانے سے بہت جلد

شہرت کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ اس کی کامیابی کا راز فی الحقیقت اس کی مدد بھری آواز اور سریلے گلے میں پوشیدہ ۔۔۔۔۔ یہ چین ہی سے فطرتاً نہایت چنل اور شوخ واقع ہوئی تھی جو آج بھی اسکی اداکاری سے نمایاں ہے۔

یہ حسین چڑیا ایک بار محبت کے سنہرے پنجرے میں اسیر ہو گئی تھی عشق و محبت کی اس رومانی قید و بند کا اعتنا بالآخر شادی پر ہوا لیکن آزاد نضاؤں میں پلنے والی یہ ننھی قید کی ان زنجیروں کو زیادہ دیر تک برداشت نہ کر سکی اور جلد ہی خود کو اس سے آزاد کرایا لیکن اب کہ یہ ننھی خود اپنی قید سے مانوس ہو چکی تھی اس لئے یہ رہائی اس کو بہت شاق گزری اور اس کا اثر کافی عرصہ تک اس کی زندگی پر طاری رہا وہ لوگ جو اسے پردہ سیمین پر ہنستے بولتے اور چہچہاتے ہوئے دیکھنے کے آرزو مند تھے اسے المیہ اور معمول پارٹ کرتے ہوئے دیکھ کر خود بھی آہیں بھرنے لگے لیکن بالآخر یارانِ طریقت کی دعائیں رنگ لائیں اور ان کی امیدوں کی طرح ہنستی کھیلتی اور چہچہاتی ہوئی کانن بالا پھر ایک بار ”اسٹریٹ سنگر“ میں اپنے روح پرور نغموں سے سینما ہال کو وجد میں لانے لگی۔

کہا جاتا ہے کہ اس نے حال ہی میں کلکتہ کے کسی مالدار نوجوان سے پھر رشتہ ازدواج قائم کر لیا ہے لیکن اس طرح کہ وہ سونے کے پنجرے میں بند ہو کر نہ رہے گی بلکہ آزادانہ وہ اپنے دارفغان سے داد و تحسین حاصل

کرتی رہے گی۔ اس شادی کے بعد اس نے نیو تھیٹر کے مشہور ڈائریکٹر  
بروا کے فلم ”جواب“ میں جتنا کے دوش بدوش فلم میں بطور کو اپنی شاعر  
اداکاری اور ریڈیو نغموں سے کیف و سرور کے جھونکے دیتی رہی۔

اس کی تازہ ترین فلم ”ہسپتال“ ہے۔

کانن اپنی خانگی زندگی میں بے حد زندہ دل اور خوش اطوار  
واقع ہوئی ہے۔ ملاقاتیوں سے نہایت خندہ پیشانی سے ملتی ہے۔  
لیکن اس کی بڑھتی ہوئی فریبی ڈر ہے کہ اس کے تمام محاسن کو ایک  
دن ٹیماٹ نہ کرے۔

## رام پیاری

۱۹۱۳ء میں مدراس میں پیدا ہوئی۔ اردو اور ہندی سماں اور تنگی وغیرہ (دکنی) زبانوں میں کافی دسترس رکھتی ہے۔ ۱۹۲۶ء میں ڈائرکٹر جوہری کی وساطت سے کوہ نور فلم کمپنی میں شرکت کی۔

دراز اور سیاہ گیسو۔ قدر عطا۔ بڑی بڑی خوبصورت آنکھیں۔ عالی آبرو۔ شفاف رنگ رقص و موسیقی کی یہ ملکہ جو اپنی خوشبو شامی اور خوش ذوقی کے لئے فلم بین طبقہ میں بہت مشہور ہے اس کی شوخ اور دلاویز مسکراہٹ چھل ادا ایسے یار لوگوں کی نیندیں حرام کرنے کے لئے کافی ہو کرتی ہیں۔

رام پیاری کا شمار ان مشہورات میں ہوتا ہے جن کے حسن و شباب کا سورج نصف النہار پر پہنچ کر ڈھل رہا ہے۔ یہ معصوم شریف اور حرز نسوانی کردار ادا نہیں کر سکتی ہے۔ برخلاف اس کے ایک بازار بی عورت اور ویشیا کا پارٹ بڑی بے باکی سے ادا کر سکتی ہے۔ المیہ اور عم انجیز کردار بھی اس سے ہمیں سنبھلتے ہیں۔ البتہ سائڈ رول میں یہ یدِ طولیٰ رکھتی ہے۔ اس نے اب تک بے شمار فلموں میں کام کیا ہے۔ یہ خاموش فلموں میں بھی کافی نام پیدا کر چکی ہے۔ ناطق فلموں میں اس کی چند مشہور تصویریں

یہ ہیں۔ ”طوفان میل“ ”ودیاپتی“ ”سنہاسنار“ ”غریب کی توپ“ ”آزاد اہلا“  
 ”جیون تاملک“ ”پریم ساگر“ اور ”طاپ“  
 جن تصویروں نے رام پیاری کو بطور خاص مشہور کیا وہ محبت ”ودیاپتی“  
 ”سنہاسنار“ اور ”طوفان میل“ ہیں۔

ودیاپتی کو لافانی شہرت دینے والے اس کے وہ گیت ہیں جن سے  
 دکن کی نضام نقش ہوتی رہی ہے چنانچہ اس کے رقص و موسیقی کو بنگلور  
 پونہ اور مدراس میں بالخصوص اور تمام جنوبی ہند میں بالعموم وہ درجہ  
 حاصل ہے جو کسی دوسری رقصہ کو نصیب نہیں ہوا۔  
 اپنے رقص اور گیتوں کی وجہ سے دکنی نوجوانوں کے دلوں میں وہ  
 ایک دیوبی کامرتیہ رکھتی ہے۔

یہ شادی شدہ ہے اور اس کے شوہر کا نام مسٹر ٹنڈن ہے۔ فلمی  
 زندگی کو بید و چسپ سمجھتی ہے، ریس اس کا محبوب ترین مشغلہ ہے۔

## پیر کی چہرہ نسیم

۱۹۲۰ء میں ہندوستان کے سب سے مشہور شہر دہلی کی ایک مشہور طوائف شمشاد بانی کے گھر میں پکار کی نور جہاں روشن آرا دین کریدیا ہوئی ایک طوائف کی ایک معصوم بچی جس کو آئندہ ایک غیر معصوم نور جہاں بنا تھا۔ صاف و شفاف رنگ، تیکھی چٹون، بانگے ابرو، غزالی آنکھیں، صرخی بلورین گردن، سرخ و سفید رخسارے، ہونٹ شاداب اور رسیلے گد ریا ہوا مرین سینہ۔ بوٹا سا ۴ ۱/۲ فٹ کا قد۔ چال قیامت پر قیامت خرا ماں خرا ماں معطر معطر۔ ”نسیم آرہی نسیم آرہی ہے“ لہجہ میں اہل زبان کا بوجھ زبان میں گھلاوٹ بات بات میں بھول کھیرتی اور موتی رولتی ہوتی معلوم ہوتی ہے۔

نسیم ہندوستان کی سب سے خوبصورت ایکٹریس سمجھی جاتی ہے ماں نے بچپن ہی سے اس کو تعلیم دلانی شروع کی۔ اور اس نے اعزاز کے ساتھ میٹرک کامیاب کیا اور انٹر میں داخل ہوئی۔ اتفاق کہیے یا فلمی دنیا کی خوش قسمتی سمجھیے کہ ایک بار روشن آرا اپنی ماں کے ساتھ بمبئی گئی ہوئی تھی کہ منروا کے حسن شناس مالک مسٹر

سہراب مودی کی نظر روشن آرا پر پڑی۔ اس وقت روشن آرا ماہ نو کی طرح حسین تھی۔ سہراب نے اسے ”خون کا خون“ نامی فلم میں ہیروئن کا پارٹ کرنے کے لئے راضی کر لیا۔ اور اس کا نام بدل کر نسیم رکھا گیا۔

نسیم کی پہلی تصویر ”خون کا خون“ ہے۔ اس تصویر نے اس کو تہ صوف عوام سے متعارف کروایا بلکہ اس کے بلائیز غمزوں اور اس کی حسن اور کاری سے بیک چونک اٹھی اس نے دیکھا کہ پر وہ سیمین پر ایک نہایت حسین و جمیل ماہ پارہ جلوہ فروش ہوئی ہے۔ عوام نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ پھر خان بہادر طلاقی، میٹھا زہرا، داستی، پکارا میں ہاری، اجالا وغیرہ میں جلوہ گر ہوئی۔

”پکارا میں اس نے نور جہاں کا پارٹ ادا کر کے ہر دل میں اپنے لئے ایک مخصوص جگہ پیدا کر لی اور اسی فلم نے اسے بام عروج پر پہنچا دیا ابھی حال میں ایک ملاقاتی نے اس سے سوال کیا تھا کہ دنیا پھر کب آپ کو نور جہاں کی طرح اسٹیج پر جلوہ فرما دیکھے گی؟ اس نے برجستہ جواب دیا کہ تاج محل بار بار نہیں بن سکتا۔ نسیم حسین ہے اور اس کی تمام کامیابیوں اور شہرت کا راز اس کے حسن میں پوشیدہ ہے۔ آبا اس نے مسٹر ”احسان“ سے رشتہ ازدواج جوڑ لیا ہے اور ایک عدد بچے کی ماں بھی بن چکی ہے ایک طویل خاموشی کے بعد ”فلکستان“ کے مشہور فلم ”چل چل رہے توجوان“ میں نمودار ہوئی اب اپنی ذاتی کہنی تاج محل کے چچا ”نیم“ میں آرہی ہے۔

## نجمہ

اصلی نام نسیم لیکن فلمی دنیا میں نجمہ کے پیارے نام سے مشہور ہے۔  
 سمان فلم کا یہ دلنشینہ سا رہ جو ابھی حال ہی میں دنیائے فلم پر نمودار  
 ہوئے ۱۹۲۵ء میں پنجاب کے دارالسلطنت لاہور میں طبع ہوئے۔ نجمہ  
 پنجاب کے باوقار خاندان کی چشم و چراغ ہے فلمی لائسن کی طرف بچپن  
 ہی سے راغب تھی۔ رقص و موسیقی سے شروع ہی سے دلچسپی لے رہی  
 تھی۔ چنانچہ فلمی لائسن اختیار کرنے سے قبل اس سلسلہ میں اس نے اچھی  
 ماصی مہارت پیدا کر لی۔ پہلی مرتبہ ۱۹۲۱ء میں اچاریہ آرٹ  
 پروڈکشن میں داخل ہوئی پھر یونائیٹڈ فلمز اور کلیان چترا وغیرہ میں  
 بچے بعد دیگرے کام کیا۔

میانہ قدر متوسط اندام، ہلکی ابرو، چمکدار آنکھیں، پیارے رخسار  
 رمرین سینہ اور گداز بازو، مشرقی حسن کا ایک جیتا جاگتا نمونہ ہے۔ نجمہ  
 رو اور انگریزی سے واقف ہے۔ اس کو فلمی لائسن میں ابھی کچھ زیادہ  
 رصہ نہیں گزرا لیکن دور بین نگاہیں بھانپ رہی ہیں کہ نجمہ ایک ن  
 ہایت کامیاب اور ممتاز مشکہ ثابت ہوگی "نئی زندگی" میں جس

حسین انداز سے تمثیل نگاری کی ہے وہ اس کی کامیابی کی اچھی دلیل ہے جس میں اس نے بحیثیت ہیروئین کے کامیاب اداکاری کی ہے۔ کنوارا باپ اور ابھن اس کی تازہ تصویریں ہیں آرائش وادائیں اور فیشن کی دلدادہ ہے۔

علمی زندگی کو بہت ہی دلچسپ سمجھتی ہے کچھ تنہائی پسندی معلوم ہوتی ہے ابھی تک ازدواجی زندگی کی طرف اس کا رجحان نہیں ہے۔ جلد ہی سلون فلمز کی تصویر نصیب میں جلوہ گر ہو رہی ہے۔

## شاننا ہبلیکر

دکھتا ہوا روشن چہرہ۔ کنول جیسے رخسار۔ تیکھے چتون، حسین قد  
و خال، حشر خیز سینہ، میانہ اندام۔

یہ سیما پاجینہ ہمیشہ تلی کی طرح بے قرار رہتی ہے۔ بات بات  
پر ہنستا قدم قدم پر خوبصورت ہر نی کی طرح اچھلنا اس کی محبوب اداس  
ہیں۔ پردہ سیمین پر بلبل کی طرح بھدکتی اور مینا کی طرح الاپتی ہے۔ اس کی  
بانگی اداؤں اور تیکھے ابروؤں نے اس کے حسن کو بے پناہ بنا دیا ہے۔  
مٹر شاننا رام کی نظر کرم کی بدولت ان کی بائیہ ناز فلم ”آدمی“  
میں جلوہ گر ہوئی۔ جس نے شاننا کو آدمی میں دیکھا ہے وہ اس کی  
دلہری بیویوں کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا اس تصویر میں اس ماہ پارہ  
نے ایک طوائف کا پارٹ اس حسن و خوبی سے ادا کیا ہے کہ خود طوائفین  
بھی اس کے سامنے انگشت بدنداں رہ گئی ہوں گی۔

اس کے بعد کوہا پور سینے ٹون کی فلم ”ہونہار“ میں جلوہ گر ہوئی  
پھر یکے بعد دیگرے گھر کی ”لاج“ ”مالن“ ”نکسی“ اور ”پر بھات“ میں  
نمایاں کردار پیش کئے۔

شاننا ہبلیکر کے متعلق اکثر عجیب و غریب رومانی افواہیں یار لوگ اڑاتے رہتے ہیں۔ کبھی سننے میں آتا ہے کہ اس نے کسی نوجوان کو دل دے دیا اور کبھی سننے میں آتا ہے کہ کوئی بڑھا اس پر مرٹا لیکن حقیقی واقعہ یہ ہے کہ چونکہ کے ایک سا ہو کار نے اس سے وارفتہ ہو کر شادی رپالی ہے۔ شادی کا نتیجہ ایک حسین بچہ کی صورت میں مکر اتا ہوا برآمد ہو چکا ہے۔

## ون مالا بانی کے بارے میں

یونانی خدو خال - بیضوی چہرہ اور بھوری بھوری آنکھوں والی حسینہ ون مالا کا اصلی نام سوشیلا بانی ہے اس نے ۲۳ مئی ۱۹۱۵ء کو اچین میں جنم لیا۔ اس کے والد مشربی پنی پوار ریاست گوالیار میں وزیر صنعت ہیں تعلیمی حیثیت سے یہ ہندوستانی ایکٹرس میں ایک نمایاں درجہ رکھتی ہے ایسی اعلیٰ تعلیم یافتہ ممثلات کی تعداد انگلیوں پر گنتی جا سکتی ہے۔ ۱۹۳۵ء میں بی بی انٹی کا امتحان کامیاب کرنے کے بعد پونہ کے گرلز ہائی اسکول میں عملی ٹریننگ کے لئے داخل ہو گئی۔ یہاں وہ تقریباً ایک سال تک رہی۔ یہیں اس کی ملاقات ایک مشہور ڈرامہ نویس پرپنل اترے سے ہو گئی ون مالا تہذیب جدید کے آغوش کی پروردہ ایک اپٹو ڈیٹ سوسائٹی گرل کی حیثیت سے رقص و موسیقی میں مہارت رکھتی تھی پرپنل اترے سے متاثر ہو کر ۱۵ فروری ۱۹۴۰ء کو انھیں کی وساطت سے نوبل پٹر اپٹ کمپنی میں شریک ہوئی۔ پھر اترے کی شرکت میں اترے پچھرن کی بنیاد رکھی اور چرنوں کی داسی نامی تصویر میں نمودار ہوئی۔ اس فلم نے بلیک میں کافی مقبولیت حاصل کی اس کے بعد

منرو اموی ٹون کے شاہکار ”سکندر“ میں سکندر اعظم کی محبوبہ رخسانہ کا کردار ادا کرتی ہوئی نظر آئی پھر وسنت سینا، راجہ رانی اور کادمبری میں کامیاب شیلنگاری پیش کی یہ بڑی نفاست پسند اور مستقل مزاج حسینہ ہے۔ شادی کے نام سے کانوں پر ہاتھ دھرتی ہے۔ دن مالا ایک حسینہ معشوقہ بادشاہ اور پر عظمت محبوبہ کا کردار بڑی خوبی سے ادا کر سکتی ہے۔ شاید یہ اس کی اعلیٰ تعلیم کا اثر ہے۔

دن مالا اعلیٰ تعلیم کے ساتھ ساتھ نہایت خوش مزاج خوش اخلاق اور تہذیب یافتہ ایکٹرس ہے حسن و جمال اور عزت و دولت پانے کے بعد بھی اس کا دامن کبر و نخوت سے پاک ہے سادگی اور انکساری طبیعت میں شامل ہے۔ مصوری اور کریشیا۔ مطالعہ اور شہ سواری سے بڑی دلچسپی لیتی ہے۔

اس کی تازہ ترین تصاویر ”پریت پر اپنا ڈیرا“ دل کی بات ”سنو سناٹا ہوں“ ہے۔

## رینو کا دیوی بی لے

سر وقت چاند سی صورت پھول سا چہرہ کشادہ پیشانی ابرو دکھان  
 لگتا ہیں تیر ہونٹ جیسے فجری کی پتی پتی پھانکیں۔ علیگڑھ دیوی بی لے کے  
 معزز اور بااثر مسلمان خاندان کی چشم و چراغ ہے۔ اصلی نام خورشید عبداللہ  
 ہے لیکن علمی آسمان پر یہ سورج رینو کا دیوی کے پیارے نام سے مروج ہوا۔  
 خورشید (رینو کا دیوی) کئی بچوں کی ماں سے۔ اس کا شوہر پوس  
 کا ایک اعلیٰ عہدہ دار تھا خود علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی گریجویٹ ہے  
 رینو کے حسن و شباب کی بہاریں ابھی خزاں سے آشنا نہیں ہوئیں۔  
 دیکھنے والے کبھی یہ تصور نہیں کر سکتے کہ وہ "ماں" بن چکی ہے۔  
 رینو کا نے حصول زر کی غرض سے نہیں بلکہ مخلصانہ طور پر آرٹ  
 کی خدمت کے لئے علمی لائسن اختیار کی یہ ایک ہندوستانی دو تیزہ کے  
 جذبات کی ترجمان بن کر "بھابی" میں نمودار ہوئی۔ اس سے پہلے  
 جیون پر بھات میں چھوٹا سا ایک رول ادا کر چکی تھی لیکن بھابی میں  
 اس نے اس شان کی اداکاری کی کہ تماثلی تخیر ہو کر رہ گئے۔ اور  
 رینو کا شہرت کے آسمان پر جا چکی۔ پھر اپنی دوسری تصویر "نیاسار"

میں بیرون بنکر پردہ سیمین جگمگائی اور تمشیل نگاری کے ایک بلند مقام پر نظر آئی۔ یہ جزئیہ اور طرب انگیز ہر طرح کی تمشیل نگاری پر قادر ہے۔ اس کی تازہ تصویر سہارا ہے۔

رینو کا کو مردانہ لباس پہننے کا یہ شوق ہے بلکہ یہ شوق فطرت ثانیہ بن کر جنون کی حد تک پہنچ گیا ہے؛ اکثر مردانہ لباس میں اسٹڈیو بھی آتی ہے۔ مردانہ لباس اسے خوب زیب دیتا ہے۔ وہ اس پوشش میں حد درجہ محبوب معلوم ہوتی ہے۔ رینو کا اپنے شوہر سے طلاق حاصل کر لی ہے اور اب بالکل آزاد ہے۔

رینو کا کے تیور کہہ رہے ہیں کہ اگر اس کی صلاحیتوں کو اجاگر کیا جائے تو ضرور ایک دن آسمانِ فلم پر قوس قزح کی طرح چمکے گی۔ اب یہ جینت ڈیسانی کے تازہ ترین تاریخی فلم چندر گپت میں رانی بن کر آرہی ہے۔

## نیکا ڈیسا کی بی بی

گول گول دلاویز چہرہ خوبصورت خدو خمال آنکھیں کپکپاتے نظر  
جوانی نہایت بیاک اور چنچل حینہ ہے۔

نیکا ڈاکٹر بوسائل ڈیسا کی لڑکی ہے۔ بمبئی میں پیدا ہوئی اور  
بی بی لے تک تعلیم حاصل کی۔ رقص میں غیر معمولی درجہ رکھتی ہے فلمی لائسنس  
آنے سے قبل ہی وہ ایک ماہر رقاصہ تھی اور اس فن کی وجہ سے کافی  
مقبول ہو چکی تھی۔ لیکن اس شہرت ناتمام سے اس کے ذہنی ذوق اور  
شوق کی تکمیل نہ ہو سکی اور فلم کارپوریشن کلکتہ میں شریک ہوئی عموماً  
ایکٹریس پہلے کسی فلم کمپنی میں داخل ہوتی ہیں اور بہت سے امتحان  
اور دشواریوں سے گزرنے کے بعد ان کو کوئی کردار سپرد کیا جاتا ہے۔  
لیکن نیکا کا انتخاب فلمی لائسنس میں جانے سے قبل ہی ”چتر لیکھا“ میں شیودرا  
کے حسین کردار کے لئے ہوا۔ پہلے نے ”چتر لیکھا“ میں اس کی اداکاری  
کو بہت سراہا۔ اس کے بعد رنجیت فلم کمپنی میں شریک ہوئی یہاں  
”سورداس“ اور ”گوری“ دو تصویروں میں نہایت ممتاز نوانی کردار  
ادا کئے۔ نیکا ایک کامیاب ایکٹریس اور بہترین رقاصہ ہے۔ اسے

اگر قص کی ملکہ کہا جائے تو بیجا نہ ہو گا۔ اس کا رقص دیکھنے والے انبساط و استعجاب کے ایک بحر بکیراں میں غرق ہو جاتے ہیں۔

منکا ان تعلیم یافتہ ایگزٹرسوں میں شمار ہوتی ہے جن کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے۔

”گوری“ اور ”چتر لیکھا“ اس کی کامیاب اداکاری کے شاہکار ہیں، اس کی آئندہ تصویر ”دیوداسی“ اور کرشن ارجن یہ وہ ہونگی۔

## درگا کھوٹے بی اے

کتابی چہرہ - بڑی بڑی آنکھیں، ماریاہ زلفیں، نکالوں میں گرٹھے، سرو قامت - جوانی سے کچھ آگے بڑھی ہوئی۔ رفتار و گفتار سے نہایت سلیقہ مندی کا اظہار ہوتا۔ عام مرہٹہ عورتوں کی طرح بالوں کا جوڑا باندھ کر اس کے گرد پھول لگانا بہت پسند کرتی ہے۔

یہ پچالیس سالہ حسینہ جو اب کئی بچوں کی ماں بن چکی ہے۔ دکن کے ایک متمول اور یا اثر مرہٹہ خاندان کی نور نظر ہے۔ بی اے کامیاب ہے۔ اس کے چہرے سے عظمت و وقار کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ متمول اور شریف خاتون ہے۔ اس کی ادائیں گھٹیا بازاری اور عریاں نہیں ہوتیں۔ ہارمونیم اور پیانو خوب بجا لیتی ہے۔ موسیقی میں اور شمشیر زنی میں مہارت رکھتی ہے۔ درگا ایک شریف اور معزز خاتون کے تمام تر اوصاف کی حامل ہے۔ یہ کمزور فلموں میں زیادہ سے زیادہ معاوضہ پا کر بھی کام کرنا پسند نہیں کرتی ہے۔ بازاری اور جیاسوز کردار سے نفرت کرتی ہے تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے اس کا کردار نصیح سے پاک معلوم ہوتا ہے۔ وہ تماشائیوں

کے لوں میں بہت جلد گھر کر لیتی ہے۔ وہ اپنے کردار کو کامیابی کے ساتھ ادا کرنے کے لئے اپنی پوری صلاحیتوں سے کام لیتی ہے۔ ذرا ذرا اسی چیزوں پر نظر رکھ کر تخیل نگاری کے بلند ترین درجوں پر پہنچتی ہے اپنی وسعت نظر اور کمال کی وجہ سے فلم کو تنہا اپنے کاندھوں پر لے کر کامیابی کے آسمان پر پہنچا دیتی ہے۔ درگاکھوٹے اپنی فطرت کے مطابق ایک ممتاز فنانی کردار کے ساتھ سب سے پہلے "سیتا" میں نمودار ہوئی۔ نقادان فن نے نہ صرف تصویر کو بہترین پایا بلکہ درگاکو ایک کامیاب جذباتی مشملہ بھی محسوس کیا۔ اس کے علاوہ درگاکانے "راج رانی میرا" "انقلاب" "ادھوری کہانی" "وجہ" "امر جوتی" وغیرہ میں اپنے قابل داد کمال دکھا کر پورے ہندوستان سے خراج تحسین وصول کیا۔ "بھرت ملب" اور "انقلاب" میں اس نے جس انداز میں اپنا کردار پیش کیا ہے وہ صرف اسی کا حصہ ہے۔ ان تصویروں کی کامیابی نے درگاکو معراج کمال پر پہنچا دیا۔

اس کی اداکاری کے ساتھ ساتھ اس کی روح پرور موسیقی \_\_\_\_\_ مئے دو آتش ثابت ہوئی۔ "مایا مجھنڈر" "چرنوں کی داسی" "ممتاز" "امر جوتی" اور "پرتھوی" ولبہ وغیرہ اس کی کامیاب تصاویر ہیں۔ خود دولت مند ہے۔ لہذا دولت کی اسے قطعی پرواہ نہیں ہوتی۔ سوشل کہانیوں اور شعور و شعف سے لہریز کردار میں یہ جان ڈال دیتی ہے۔ کردار میں خود کو جذب کر کے گرد و نواح سے بے نیاز

ہو کر اپنی تشیل میں اس طرح کھو جاتی ہے کہ اصلیت بھی انگشت بدندان نظر آنے لگتی ہے۔ ممتاز اس کی تازہ کامیاب تصویر ہے۔ اردو ہندی بگڑتی اور انگریزی مرہٹی زبانوں پر خاصہ عبور رکھتی ہے۔ پوجا پاٹ کی پابند ہے اخلاقی حیثیت سے اتنا اونچا درجہ رکھتی ہے کہ کم ایکٹریس اس کے مقابل آسکتی ہیں۔ سنا جا رہا ہے کہ آج کل مٹر مبارک سے کچھ دو تانہ تعلقات بڑھے ہوئے ہیں۔ بھول میں عنقریب ممتا کے پھول برساتی ہوئی نظر آنے والی ہے۔

## نينا

چند سال ہوئے بھی ٹاکیز کے اسٹوڈیو میں ایک حسین خاتون داخل ہوئی جو اپنے شوہر کے ساتھ نگار خانہ کی سیریز لے رہی تھی۔ تمام حاضرین کی توجہ فوری طور پر اس کی طرف مبذول ہوئی کیونکہ یہ حسینہ ساڑھی پہنے ہوئے تھی لیکن اس کے سر پر انگریزی ہیڈسٹ بھی تھی۔ جب وہ نگار خانہ کے تمام حصوں کو دیکھ کر محل (لیبوریٹری) میں پہنچی تو اس نے وہاں کے ایک نوجوان کارکن سے پوچھا ”آپ اداکاری کیوں نہیں کرتے؟“ ”ضرور بشرطیکہ آپ بھی اداکاری کرنا پسند فرمائیں“ برقی قسم کے ساتھ حسینہ خاموش ہو گئی۔ یہ نوجوان اشوک کمار تھا اور یہ عجیب و غریب نرالے انداز و حسن اور شخصیت کی مالکہ شاید تھی۔ آج دونوں مشہور و معروف فلمی ستارے ہیں۔ نينا، نو عمر حسین اور پراسر ہے۔ علیگڑھ کی تعلیم یافتہ ایک اعلیٰ خاندان کی چشم و چراغ لکھنؤ کے سابق مجسٹریٹ عین الدین صاحب زحال دیوان کوٹیا کی نور نظر ہے۔ اہلی نام شاہدہ، مشہور منڈرینو کا دیوی (خورشید عبد اللہ) کے بھائی حسن عبد اللہ کی بیوی ہے جو بمبئی ٹاکیز میں لیبوریٹری کے

انچارج ہیں۔

اس کا حسن آنکھوں کو خیرہ کرنے والا ہے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ میں ایک بجلی کو نذر رہی ہے۔ اس حسن کے ساتھ اس کے فن کو بھی کمال حاصل ہے۔ ٹالیما رچرچر کی تصاویر "ایک رات" اور "پرمیٹ" میں وہ خوابوں کی ملکہ بن کر نمودار ہوئی۔ اب اسی خمبہ کی نئی فلم "من کی جیت" میں ہندوستانی دیہاتی دو تیزہ کے روپ میں جلوہ گر ہوئی ہے۔ نینا کی اداکاری کا مشہور عالم ننگہ گریٹا کاربو کی سحرگاری سے مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔۔۔ کیونکہ وہ بیک وقت سراپا حسن سراپا عورت اور سراپا راز ہے۔

ڈائریکٹر ڈبلیو زیڈ احمد اسے عنقریب اپنی آئندہ فلم "بگوان کرشن" میں "رادھا" کے روپ میں پیش کرنے والے ہیں۔ نینا لٹراحد کے "آرٹ برائے جمہور" کے ترقی پسند خواب کی روحانی تعبیر ہے۔

## شہزادی

نصف درجن زبانیں بولنے والی یہ چھپل فلم اٹار جو شہزادی کے پیارے نام سے موسوم ہے۔ ۱۹۲۲ء میں بمبئی میں پیدا ہوئی۔ رقص و سرود اور گانے میں خاصہ ملکہ رکھتی ہے اور اس کی کامیابی کا انحصار زیادہ تر اس کے گیتوں اور رقص پر ہی ہے۔

یہ زلفیں، ہلائی پشانی، گھنے ابرو، مخمور نگاہیں، غنچہ دہن بھرے بھرے بازو۔ قیامت خیز سینہ۔ ۱۹۲۱ء میں محفل رقص و سرود سے منہ موڑ کر بمبئی ٹائیکز کے ذریعہ فلم بین طبقے کے سامنے آئی اور اس کی پازیب کی جھنکار سے سینما ہال گونج اٹھے۔ ایشیا ٹیک پچرز اور چترا پروڈکشنز وغیرہ کمپنی میں رہ کر اداکاری کی کامیاب نمائش کرتی رہی۔ اور مختلف النوع ممتاز نوانی کردار کے ساتھ ساتھ ہیروئن کی حیثیت سے بھی پردہ فلم پر نمودار ہو کر پبلک کے دلوں پر اپنے گہرے نقوش چھوڑ گئی۔ ”ہنسو مٹسا اورے دنیا والو“ ”جھولا“ ”سہیلی“ اور ”بار“ اس کی مشہور تصویریں ہیں جن میں ”جھولا“ اس کا شاہکار ہے اور یہ خود بھی ”جھولا“ اپنا لائٹانی فلم سمجھتی ہے۔

شہزادی کی ابتدائی زندگی ایک محدود طبقہ کے لئے تھی۔ چنانچہ اس بندھن کو توڑ کر محض شہرت اور دولت کے حصول کی غرض سے فلمی لائسنس میں آئی۔ رقص و سرود کی مہارت تامہ نے اسے کامیابی کے درجے تک بھی پہنچا دیا۔ لیکن بقدر عزم چونکہ کامیاب نہ ہو سکی چونکہ حسبِ منتظر شہرت نہ حاصل کر سکی۔ شاید اسی وجہ سے اپنی موجودہ زندگی سے مطمئن نہیں رہی اور اسے غیر دلچسپ محسوس کرنے لگی ہے۔ ممکن ہے کہ آئندہ یہ اپنے ارادوں اور تمناؤں کی تکمیل کے لئے پھر ایجا ر آخری کوشش کرے اور اس کی افسردہ صلاحیتیں جاگ رہو کر اس کی آرزوئیں پوری کرکے

”شائد ہمیں بیضہ برآرد پروبال“

## کسم ایس دیس پانڈے

کتابی چہرہ، من موہنی سورت، چاند کی طرح روشن اور کشادہ پیشانی، سیاہ خمدار گلیسو محرابی ابرو، مقناطیسی آنکھیں، یا قوتی لب، مرمرین سینہ، چھریہ بدن، ہر ادا دکش، رفتار اور گفتار دونوں قیامت خیز اور اکثر شوخ و شنگ اور ویسپ کردار کی تشیل پیش کرتی ہے۔ لیکن جب لوگ اس کے ویسپ کردار پر اس کو برا بھلا کہتے ہیں تو اسے سخت ناگوار ہوتا ہے اور بہت جلد غصہ میں آجاتی ہے۔

کسم ۲۳ ستمبر ۱۹۱۶ء میں بمبئی کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئی والد کو ہا پور میں ایک اعلیٰ سرکاری خدمت پر فائز تھے۔ اسے بچپن ہی سے قلم لائن میں جانے کا شوق تھا۔ چنانچہ انٹرنس پاس کرنے کے بعد کسم اپنے والد کے عزیز دوست اور دنیا کے فلم کی مشہور ہستی مسٹر سہراب مودی کے ذریعہ منرو اموی ٹون میں شریک ہو گئی۔ جذبہ شوق رہ رہ کر دل میں کر ڈیں بدل رہا تھا اور یہ تکمیل ذوق کے لئے بیقرار نہی لیکن مسٹر سہراب نے اسے کوئی ایسا کردار نہیں دیا جو اس کی دلی آرزو پورا کر سکتا۔ مسٹر سہراب چاہتے تھے کہ کسم اپنی تعلیم جاری رکھے۔

چنانچہ انہوں نے خود اسے ڈاکٹری کی تکمیل کے لئے رغبت دلائی۔ وہ کسی صورت بھی علمی لائن کو کسم کیلئے یا کسم کو علمی دنیا کے لئے بند نہ کرتے تھے اسی کس پرسی کے عالم میں یہ عرصے تک منروا میں کام کرتی رہی لیکن کوئی نمایاں ترقی نہ کر سکی۔ ۱۹۲۸ء میں ہنس پچر میں چلی گئی۔ اور پھر مختلف کمپنیوں میں رہ کر شہر تصویروں میں ممتاز نشوونما کر دار و میپ اور سائڈ ہرڈن کی حیثیت سے کام کرتی رہی۔

اردو لکھی، چیزوں کی داسی۔ اپنا گھر لڑائی کے بعد نقد نارائن ماروناروی وغیرہ اس کی کامیاب تصویریں ہیں جن سے کسم نے کافی شہرت پائی۔ نقد نارائن اس کا شاہکار ہے چیزوں کی داسی اور گھر کی رانی کو پبلک میں کافی مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ کرن اس کی تازہ ترین تصویر ہے یہ اپنی تعریف سن کر بہت خوش ہوتی ہے لیکن اعتراضات اور برائیوں کو سن کر آگ بگولہ بھی ہو جاتی ہے۔ عمدہ عمدہ کھانے پکانا اس کا محبوب مشغلہ ہے۔ سیر و تفریح۔ اسپور اور رقص کی بے حد دلدادہ ہے۔

## رتن مالا

ہلالی پیشانی، بانجھی چتون، ہنستی ہوئی آنکھیں، شفاف رخسار، پتلے پتلے ہونٹ۔ صراحی دار گردن، رتن مالا مرہٹی حسن و جمال کا ایک اچھا نمونہ ہے۔

مٹر شانتا رام بھونڈ کر آنجھانی سابق محاسب سنٹرل بینک بمبئی کی نو چہم اصل تمام کھلا بائی بھونڈ کر ہے۔ لیکن علمی دنیا میں تبدیلی نام کی رسم عام ہو چکی ہے اس کو پورا کرنے کے لئے رتن مالا کا لقب اختیار کیا اور اب اسی نام سے مشہور ہے۔ ۲۲ جون ۱۹۲۳ء کو ہندوستان کے سب سے بڑے شہر بمبئی میں پیدا ہوئی۔ مرہٹی اور انگریزی میں کافی دسترس رکھتی ہے اور دو بھی پنجابی بول اور سمجھ لیتی ہے۔

کچھ خانگی اور معاشی پریشانیوں سے مجبور ہو کر رتن علمی لائن اختیار کرنے پر آمادہ ہوئی اور اپنے والد کے دوست دادا توڑنے کے ذریعہ ۱۹۳۸ء میں سرسوتی سینٹون (پونا) میں شرکت کرنی۔ مٹر توڑنے کا تعلق بھی اسی گھنٹی سے تھا اس لئے مس مالا کو کوئی خاص وقت پیش نہ آئی۔

رتن مالا کو دراصل مرہٹی تصویروں کی اداکارہ سمجھنا چاہئے۔

اور مرہٹی تصویروں میں اس نے اپنی بہترین اداکاری کا ثبوت پیش کیا ہے متعدد مرہٹی فلموں میں ممتاز نسلوانی کردار کو بخوبی ادا کیا ہے لیکن اردو فلموں میں بھی رتن مالائے کافی تمام پایا۔ چنانچہ اسٹیشن ماسٹر اور بنگھٹ وغیرہ میں اپنے جو ہر بڑی ہی خوبی سے دکھائے ہیں۔ آج کل پرکاش پچرز میں مستقلاً کام کر رہی ہے۔

رتن مالا کو اب تک کوئی ایسا موقع نہیں ملتا تھا آیا جو اس کو غیر معمولی شہرت دیکتا۔ ممکن ہے کہ آئندہ اس کی کوششیں بار آور ہوں اور یہ اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کر سکے۔ فلمی دنیا کو دلچسپ سمجھتی ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ خانگی زندگی سے بھی بے رغبت ہے۔ اور امور خانہ داری میں ہمیشہ منہمک رہتی ہے۔

# شالینی

شالانا رابع کی طرح خوبصورت راجکمارى نام کی یہ حسین مشہدہ ۱۹۲۶ء میں راولپنڈی (پنجاب) کے ایک مشہور کشمیری پنڈت خاندان میں پیدا ہوئی۔ چونکہ ایک تعلیم یافتہ گھرانے کی چشم و چراغ ہے اس لئے خود بھی نہایت اپنے خیالات رکھتی ہے اور تعلیم یافتہ بھی ہے 'ہندی' اردو اور انگریزی بخوبی بول لیتی ہے۔

عام ہندوستانی خواتین کی طرح یہ بھی شریفانہ گھریلو زندگی بسر کرتی تھی لیکن فلمی دنیا سے کچھ پرانا یارانہ تھا۔ اور یہ آگ سینے کے اندر عرصے سے سگ رہی تھی چنانچہ اسی آتش شوق کی گرمی اسے پردہ سیمین پر چھینچ لائی اور بڑی ہی دشواریوں کے بعد راجکمارى 'شالینی بن کر' ۱۹۳۸ء میں دھوکلا میں شریک ہو گئی اور پھر کے بعد دیگر مختلف کمپنیوں میں کام کرتی رہی۔

زلف مغربین کشادہ پیشانی بانگی چتون خوبصورت آنکھیں گلگلوں رخسار۔ ستانہ اوڑوں کی ایک چلتی پھرتی مورتی یا جیسے کوئی خوابوں کی دیوی۔ طوفان اتار بالا نئی کہانی 'چھوٹے سرکار۔'

تلسی، شمشر باز وغیرہ فلموں میں ممتاز نسوانی تئیلیں اور ہیروئن کے کردار پیش کئے۔ تلسی اس کی مشہور تصویر ہے۔ اور پبلک میں بھی یہ تصویر بہت مقبول ہو چکی ہے۔ اگر شالینی خاموش نہ ہو گئی اور کوشش جاری رکھی تو ابھی اور بھی مقبول ہو گی۔ جیسا کہ اس کی صلاحیتوں سے پتہ چلتا ہے۔ لیکن یہ ایک ماہر فن ہدایت کار کا کام ہے کہ وہ ان صلاحیتوں سے کام لے۔

پنڈت گھرانے کی یہ دیوی جو پوجا پاٹ چھوڑ کر پاپ کی ”شکستی“ بن کر پاپ نگری میں آئی تھی اب خود بھی اس سے اکتا گئی ہے۔ اور اپنا زندگی میں وہ مزا نہیں پاتی جو اسے دور سے معلوم ہو رہا تھا۔ انگریزی فلمیں دیکھنا۔ اور مطالعہ کرنا اس کا عزیز ترین مشغلہ ہے۔

## کلیانی

اصلی نام زریںہ۔ گول چہرہ، ہلانی پیشانی، کٹاری ابرو، شہسوی آنکھیں دیکتے ہوئے رخسار، دلکش ہونٹ، خوبصورت بازو، نہایت بے باک چہنچل اور مرتجان مریخ واقع ہوئی ہے۔ چہرہ پر اکثر ایک قسم کی مسکراہٹ رقصاں رہتی ہے۔ اپنی اس زہد شکن مسکراہٹ کے ساتھ جب پردہ یسین پر گھنگور گھٹاؤں کی طرح جھومتی ہوئی آتی ہے تو بے ساختہ دل چاہتا ہے کہ ایک عدد دل طشتری میں رکھ کر نذر کیجئے۔

کلیانی کی آواز لوجدار اور سریلی ہے۔ اس کے نغمات میں ایک خاص قسم کا دردِ پنہاں ہوتا ہے۔ اپنے درد انگیز نغمات کی بدولت یہ بہت جلد مشہور ہو گئی۔

۱۹۱۹ء میں دہلی میں پیدا ہوئی، فلمی دنیا سے کچھ پیدائشی رغبت تھی چنانچہ اسی بنا پر ۱۹۳۰ء میں شراج ہنس کے ذریعہ نیو تھیٹرز میں شریک ہو گئی لیکن کلکتہ کی فضا کچھ اس نہیں آئی اور یہ وہاں سے بمبئی چلی آئی۔ پھر یکے بعد دیگرے متعدد تصویروں میں پردہ یسین پر جگمگائی۔ غازی صلاح الدین نامی تصویر میں جب کلیانی یلی کاروب

بھر کر سوسن کی کلیوں کی طرح مسکراتی ہوئی مسکریں پر آئی تو تمارے والی نگاہوں نے اس کے لئے جو پیشین گوئیاں کیں اس کی آئندہ تصویروں میں وہ تمام تر رو بہ عمل آتی رہیں۔

اس کی کامیاب تصویریں پریسڈنٹ کتھی انا تھ آ شرم، دیا پتی گورکھ آیا، سکریٹری مرزا صاحبان، کس کی بیوی۔ مسلم کالال سہاگن، جوانی کی پکار، گھر کی لاج، کنیا وان وغیرہ ہیں۔ جن میں جوانی کی پکار، کس کی بیوی، گھر کی لاج کو پبلک نے بجد پسند کیا۔ کلیاٹی مسٹر پروا کی ذکاوت اور حسن اداکاری کی بہت قائل ہے۔ یہ اپنے ملنے والوں سے نہایت بے باکی سے ملتی ہے۔ خوش خلق اور زندہ دل واقع ہوئی ہے لیکن ساتھ ہی بہت حساس بھی ہے۔

چنانچہ بسا اوقات ذرا سی بات پر کلا جاتی ہے۔ فلمی زندگی کو بہت دلچسپ خیال کرتی تھی لیکن اب اکتاسی گئی۔

بلبل ہندا اور رہنمائے خواہن شہرہ آفاق شاعر سونالنی دیوی

اردو۔ ہندی۔ مرہٹی۔ تلگو۔ گجراتی اورین سے بخوبی واقف ہے۔ کلاسیکل ناچ اور گانے میں مہارت تامہ حاصل ہے۔ اس فن کے مشہور استادوں کے زیرِ مشق رہی۔ تمام ہندوستان کی میوزک کانفرنسوں بطور خاص مدعو کیجاتی ہیں الہ آباد میوزک کانفرنس سے آپ کو ”نرت رانی“ کا خطاب مل چکا ہے۔ یحییٰ منوری ۱۹۹۵ء کو حیدرآباد

دکن) میں پیدا ہوئیں۔ باپ کا نام ڈاکٹر گھوڑاچھوڑا ہے ان کی علمی زندگی کا آغاز ۱۹۳۵ء سے ہوتا ہے۔ بہت سی کمپنیوں اور تصاویر میں کام کر چکی ہیں۔ ”ہم تم اور وہ“ ”پوسٹلین“ ”ادھیکار“ ”چھوٹی بہو“ ”طلاق“ ”وصیت“ ”نثارہ“ ”نئی روشنی“ ”پکار“ ”محبت“ ”پرایا دھن“ ”لاہجی“ ”کسوٹی“ اور ”نکار“ وغیرہ تصاویر میں کام کر چکی ہیں۔ چونکہ آپ کلاسیکل موسیقی اور رقص سے واقف ہیں اور فلمی دنیا میں اس چیز کا دخل نہیں۔ اس لئے آپ کو ان چیزوں سے کوئی مدد نہیں ملی۔

خورشید (جونیر) اردو اور انگریزی سے اچھی طرح واقف ہے۔ ۱۹۳۲ء میں پنڈت انند کمار کے مشورے سے انند رادر میں شریک ہوئی۔ موسیقی سے خاص واقفیت ہے۔ گو مشہور مسئلہ خورشید کی طرح نہیں ”زمین“ میں چکی ”پرکھن“ بی کر دارا کرتی ہوئی نظر آئی اب ”اشیر باد“ میں ہیروزین جی ہے۔ موزور قد۔ صحت مند اور گداز جسم حسن اور شباب کا ایک ایسا حسین امتزاج جو دلوں کو موہ لے۔ زہد شکن بکفر شناس کھیل کو دین بڑی دلچسپی دیتی ہے۔

اصل نام کمار ہی امیا ہے۔ لیکن علمی دنیا میں دلاری بانی دلاری بانی بن کر آئی ۲۸ مارچ ۱۹۲۹ء میں نانا شاہ کے رنگین شہر حیدرآباد (دکن) میں پیدا ہوئی۔ اردو کے لئے حیدرآباد کا نام کافی ہے۔ مرہٹن ہے اس لئے ہندی بھی جانتی ہے۔ اپنے

والد کی بھیم پستی میں اداکاری کی مشق کرتی رہی پھر ۱۹۳۱ء میں ممبئی  
 "ٹائیز سے علمی زندگی کا آغاز کیا۔ اس کے بعد شیٹل اسٹوڈیوز میں  
 آر۔ ڈیسائی پروڈکشن اور امر پچرز میں کام کرتی رہی۔ "جھولا جوتی"  
 اور "آداب عرق" میں سائیڈ ہیروئن کی حیثیت سے ممتاز شیشیل  
 پیش کر چکی ہے۔ "کسی سے نہ کہنا" اور ان کے علاوہ بہت سی دوسری  
 تصاویر میں بہت سے ممتاز کردار ادا کئے۔ مطالعہ۔ رشیم کی کرکھی  
 اور سینا بھی اس کے دلچسپ مشاغل ہیں۔

اصلی نام مس ہیلن۔ رمو لاکھی جھوٹی بہن۔ لمبو تریچہرا  
**روپ لیکھا** لمبی گردن۔ سفلی زلفیں متعدد فلموں میں داکاری  
 کے جوہر دکھائی ہے۔ "نشانی تین تار سنو اتی کردار ادا کیا لیکن  
 ابھی تک کوئی ایسی شہرت نہ حاصل کر سکی جس سے رمو لاکھی برابری  
 کر سکتی۔

مشہور فلم اسٹار رام پیاری کی نور نظر ۱۹۳۲ء بمبئی میں  
**یچندر کلا** پیدا ہوئی۔ باپ کا نام ڈاکٹر ایل۔ این ٹنڈان ہے۔  
 موسیقی اور کھٹک نایج میں مہارت تامہ رکھتی ہے تین سال کی عمر  
 میں ۱۹۳۲ء میں مسٹر حسرت رائے مہتانے اسے امیکا مود میون میں  
 شریک کیا۔ اس کے بعد چند کلا نے اور بہت سی فلموں میں جھوٹے  
 چھوٹے کردار ادا کئے "سہرا سنار" "میٹھی نظر" "وٹا ندان"  
 "گھروندا" اور "ڈامائی" اس کی کامیاب تصاویر ہیں۔

ر لٹا اصلی نام ہے اور اسی نام سے مشہور ہے۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۲۲ء کو راولپنڈی کے سورن ایک تہریف گھرانے میں پیدا ہوئی نہایت خوش مزاج اور ملت سار ہے۔ سینئر کیریج کے علاوہ میٹرس کالج لکھنؤ میں بھی تعلیم حاصل کر چکی ہے۔ چھریے جسم اور بڑی بڑی آنکھوں والی حسینہ رقص و سرود میں بڑی مہارت رکھتی ہے۔ ۲۲ء سے اس کی فلمی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس زندگی میں آنے سے پہلے ریڈیائی دنیا میں حصہ لیا کرتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ فلمی زندگی میں جلد کامیاب ہوئی۔ یہ خود سنجیدہ اور ڈرامائی کردار پسند کرتی ہے۔ سب سے پہلے رسوتی سینے ٹون میں شامل ہوئی پھر اتنے بچے چیرا پروڈکشن اور ڈی آر۔ ڈی پروڈکشن میں کام کرتی رہی۔ تصویر نامی فلم میں ہیروین بن کر نمودار ہوئی۔ اشارہ اور پرنکیا میں بھی ممتاز کردار کھیلے۔

اس عیسائی حسینہ کا خاندانی نام سگریس ہے۔ ۱۶ نومبر ۱۹۲۵ء کو دہلی میں سوہیہ (مٹینہ) میں پیدا ہوئی۔ فرانسیسی۔ اردو اور انگریزی زبان سے اچھی طرح واقف ہے۔ انگریزی اور ہندوستانی رقص و گانے سے شروع ہی سے واقف تھی۔

مٹر جاگیردار کے ذریعے شہ میں منرو امونیوں میں داخل ہوئی پھر چند آرٹ پروڈکشن انڈین آرٹ پروڈکشن چیرا پروڈکشن اینڈ ڈیپچر اور بھارت پچ میں داخل ہوئی۔ ”بہادر کسان“ ”گناہ“ ”میٹھا زہر“ ”وطن کی پکار“ ”خنگ آزادی“ کسی سے نہ کہنا وغیرہ میں ممتاز کردار ادا کئے۔ مطالعہ رشیم کی کڑھائی اور سیٹا مینی محبوب مشاعرے میں۔





